میں نے تیرا نام دل رکھ دیا از ماہ نور خان

WWW.NOVELSCLUBB.COM

WWW.NOVELSCLUBB.COM

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

میں نے تیرا نام دل رکھ دیا

از قلم ماہ نور خان

ہمارے پرکھوں کو کیا خبر تھی

کہ ان کی نسلیں اداس ہو نگی

ادھیڑ عمری میں مرنے والوں کو کیا پتہ تھا

کہ ان کے لوگوں کی زندگی میں

جوان عمری ناپید ہو گی

سمے کو بہنے سے کام ہو گا

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

بڑھاپا محو کلام ہو گا

ہر ایک چہرے میں راز ہو گا

حواس خمسہ کی بد حواسی

بس ایک وحشت کا ساز ہو گا

زمیں کے اندر آرام گاہوں میں

سونے والے مصوروں کو کہاں خبر تھی

کہ بعد ان کے تمام منظر، سبھی تصور

ادھورے ہونگے

دعائیں عمروں کی دینے والوں کو کیا خبر تھی

دراز عمری عذاب ہو گی

www.novelsclubb.com

رات پوری طرح سے کائنات پر اتر چکی تھی لیکن چاند آسمان پر ناپید تھا۔یہ دسمبر کے دن تھے۔آسمان دن رات بادلوں سے ڈھکا رہتا تھا یا برستا رہتا تھا اور وہ دن بھر کی تھکی ہاری اپنے بستر پر لیٹی کمرے کی کھلی کھڑکی سے اس تاریک آسمان کو دیکھے جاتی۔وہ تاریکی جو عرصہ ہوا اس کی ذات کا حصہ بن چکی تھی۔وہ تاریکی جواب اس کی ذات تھی۔سیاہ سے بھی سیاہ۔فقط سیاہ۔

اس نے اٹھ کر کھڑکی بند کی اور کروٹ پر کروٹ بدلنے لگی مگر ان گزرے ماہ و سال کی طرح نیند آج بھی کہیں منہ چھپائے بیٹھی تھی۔وہ کروٹ کے بل بائیں طرف مڑی تو نظر سامنے صوفے پر سیدھا لیٹے ہاشم پر پڑی۔اس نے آنکھوں پر بازو رکھا ہوا تھا لیکن پاؤں کا ہلتا انگوٹھا بتا رہا تھا کہ وہ جاگ رہا ہے اور نیند تو نوید ہاؤس کے مکینوں سے پچھلے دو سال سے روٹھی پڑی تھی۔

www.novelsclubb.com

اس نے پھر سے کروٹ بدلی تو نظر سامنے دیوار پر لگے کیلینڈر پر پڑی۔آج چھبیس تاریخ تھی یعنی کہ دسمبر کی چھبیس۔ارحم کی برسی کو ایک دن رہتا تھا یعنی کہ

سارے سال کی ذلت کا امتحان ایک دن ہونا تھا اور وہ دن ارحم نوید کی برسی کا ہوتا تھا۔

کیلنڈر کے ساتھ دیوار پر ارحم اور ہائشم کی دیوار گیر تصویر نصب تھی جو ہائشم کے لیئے تو ایک یاد تھی لیکن حیا کے لیئے تکلیف کا باعث تھی۔

دیکھو ارحم! تمہاری محبت بھلا کی طاقت ور تھی کہ تم جا کر بھی نہیں گئے۔ تم" میری زندگی میں ایسا باب بن ٹھہر گئے ہو جسے نہ زندگی کی کتاب سے پھاڑ سکتی ہوں اور نہ مٹا سکتی ہوں"اس کا دل سر گوشیوں میں جانے کیا کیا کہتا رہا تھا۔ارحم سے شکوے کرتا رہا تھا جو محبت کر کے اس پر عذاب نازل کر گیا تھا۔ محبت دعا ہوتی ہے مگر ارحم کی محبت اس کے لیئے بد عا تھی، سزا تھی اور عذاب تھی۔

اس نے پھر سے گردن موڑ کر صوفے پر لیٹے ہائشم کو دیکھا جو ایک بازو ابھی آنکھوں پر رکھے ہوئے تھا اور دوسرے ہاتھ سے سینے کو ہلکا ہلکا مسل رہا تھا جیسے اس کی سانس

WWW.NOVELSCLUBB.COM

رک رہی ہو اور سانس رکی ہی تو تھی۔ ہائشم نوید کی جان بستی تھی ارحم نوید میں۔ نوید سجاد کے مر جانے کے بعد ارحم نوید نے ہائشم نوید کو بھائی سے زیادہ باپ بن کر پالا تھا۔ وہ جینے کی واحد وجہ تھا ہائشم نوید اور اپنی ماں کے لیئے اور وہ وجہ ختم ہوئے دو سال ہونے کو آئے تھے۔

نیند کب پری جب اس پر مہربان نہ ہوئی تو وہ اٹھ کر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ نظریں اسی تصویر پر تھیں جس میں وہ دونوں بھائی مسکرا رہے تھے۔ خوس تھے اور وہ تصویر زندگی سے بھرپور تھی۔

اسے ان دو سالوں میں ہر روز اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ اس نے ہر دن خود کو کوسا کہ اچھا ہوتا اگر وہ کبھی پاکستان آئی ہی نہ ہوتی لیکن بابا کی ایموشنل بلیک میلنگ کی وجہ چلی آئی تھی۔

"ہائثم مجھے پیاس لگی ہے" اس نے لیٹے ہوئے ہائثم کی طرف دیکھا تھا۔ یہ نہیں تھا کہ وہ اکیلے ڈرتی تھی ہاں یہ تھا کہ وہ پہلے کی طرح اب بھی ہائثم پر دھونس جماتی تھی اور بدلے میں وہ چپ رہتا تھا اور اس کی آنکھیں سب بول دیتی تھیں۔ نفرت کی ہر ایک کہانی۔

ہائثم نے بازو آنکھوں سے ہٹایا اور بنا اس کی طرف دیکھے اثبات میں سر ہلاتا باہر نکل گیا۔ اس نے ہائثم کو جاتے ہوئے دیکھا جو کل ہی نوکری سے واپس آیا تھا۔ اس کی نوکری اسلام آباد میں تھی اور وہ اب بس ارحم کی برسی پر آیا کرتا تھا۔ ماں کی یاد آتی تو فون پر بات کر لیتا کا ایک دو ہفتے کے لیئے بلا لیتا اور باقی بچی حیا تو وہ کسی گنتی میں نہیں تھی۔ وہ اپنی ماں کی طرح اسے ذلیل نہیں کرتا تھا لیکن وہ اسے عزت بھی نہیں دیتا تھا جو کہ بطورِ کزن وہ اسے پہلے دیا کرتا تھا۔ تب جب وہ حیا کا بیسٹ فرینڈ ہوا کرتا تھا اور حیا اس سے ہر بات شیئر کر لیتی تھی۔ وہ حیا سے عمر میں دو سال چھوٹا تھا لیکن

www.novelsclubb.com

ایک اچھا دوست تھا اور وہ دوستی جب زبردستی کے رشتے میں بندھی تو نفرت بن گئی۔

اس نے پانی لا کر حیا کو دیا اور خود واپس صوفے پر لیٹ گیا۔ حیا بھی پانی پی کر چپ چاپ لیٹ گئی تھی اور ساری رات کروٹیں بدلتے ہی گزرنی تھیں۔

★★★★★★★★★★★

ملنا تھا اتفاق اور بچھڑنا نصیب تھا

وہ اتنی دور ہو گیا جتنا قریب تھا

پھر میں اس کو دیکھنے کو ترستا ہی رہ گیا محسن

ارے جس شخص کی ہتھیلی پر میرا نصیب تھا

www.novelsclubb.com

گھر کا سارا راشن ختم تھا اور کل ارحم کی برسی بھی تھی۔ برسی کے لیئے سارے لوازمات ہاشم نے ہی لانے تھے مگر گھر کا سودا سلف وہی لاتی تھی۔ شائستہ بیگم (ہاشم

اور ارحم کی ماں) گھر باہر کا کام اسی سے کرواتی تھیں۔ ہائتم گھر پر ہوتا نہیں تھا اور ارحم اب تھا نہیں۔ ذمہ داریاں حیا کے کندھوں پر تھیں۔

اسٹور سے سامان لے کر وہ اب ایک سبزی کی ریڑھی پر کھڑی سبزیاں پرکھ رہی تھی۔

شروع شروع میں وہ بازار آتی تو سامان خریدتے، بھاؤ تاؤ کرتے رو پڑتی تھی۔ وہ جسے سبزیوں کے نام تک نہیں پتہ تھے اب قیمتیں بھی خفظ ہو گئی تھیں۔ وہ شروع سے ہی اچھا کھانے اور اچھا پہننے کی بہت شوقین تھی۔ انواع واقسام کے کھانوں کا اس کی ٹیبل پر ڈھیر ہوتا تھا۔ باورچی وہ پرکھ کر رکھتی جو مٹن اور چکن کی ریسیپیز بنا سکے۔ اس کے ڈریسنگ سینس کی دنیا تعریف کرتی تھی۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

بڑی بڑی آنکھوں، بھرے بھرے سرخ گالوں اور زندگی سے بھرپور مسکراہٹ والی حیا جہانگیر قصہ پارینہ ہو گئی تھی۔ کوئی پرانا جاننے والا دیکھتا تو یقین نہ کر پاتا کہ یہ وہی حیا ہے۔ حیا جہانگیر جس کی خوبصورتی اور اسٹائل کا معترف ایک جہاں تھا۔

اب تو آنکھوں کے نیچے سیاہ ہلکے پڑ گئے تھے، گال پچکنا شروع ہو گئے تھے، ہونٹ سوکھ چکے تھے۔ اعلیٰ ڈریسنگ سینس والی حیا جہانگیر اب سال کے گیارہ مہینے سفید کپڑوں میں ہوتی تھی۔ وہ سفید کپڑے جو اب بوسیدہ ہو کر پھٹنے کے قریب تھے۔ وہ بال جنہیں جن کا وہ ہر مہینے ٹریٹمنٹ کرواتی تھی اب عرصہ ہوا روکھے پھیکے ہو چکے تھے اور ہر وقت مظبوط چوٹی میں بندھے رہتے تھے۔

پریوں سی حیا جہانگیر اب عام سے گھرانے کی عام سی عورت تھی۔ وہ عورت جسے قاتلہ کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔

وہ سبزی خرید کر فٹ پاتھ کے کنارے چلنے لگی۔دونوں ہاتھوں میں سامان کے شاپرز تھے۔سفید دوپٹہ مفلر کی طرح گلے میں پڑا ہوا تھا۔وہ نظریں جھکائے پاؤں گھسیٹتے چل رہی تھی جب اس کے پاس سرخ رنگ کی کار آکر رکی اور پھر کار سے تھری پیس سوٹ میں، گاگلز پہنے ایک خوبرو سا مرد باہر نکلا اور اگلے سیکنڈ میں وہ اس کے روبرو تھا۔حیا نے نگاہیں اٹھا کر دیکھا اور سامنے موجود شخص کو دیکھ کر وہ ٹھہر ہی تو گئی تھی۔آنکھوں میں نمی سی تیری تھی۔

سامنے والے کی آنکھیں بھی شاید ڈبڈبائی تھیں۔گاگلز اتار کر اس نے انگلیوں کی پوروں سے آنکھوں کے کنارے صاف کیئے تھے۔

آنکھیں میچتے حیا نے نمی کو اندر دھکیلا تھا۔ہونٹ چباتے وہ ادھر ادھر دیکھنے لگی کہ وہ اب دانستہ بھی اس شخص کو دیکھتی تو ریت کی مانند بکھر کر رہ جاتی۔وہ شخص جسے اس آخری دن کے بعد آج پہلی بار دیکھا تھا۔وہ آخری دن جو رخصتی سے ایک دن

پہلے کا تھا۔ وہ دن جس دن وہ رو پڑا تھا۔ وہ دن جب دونوں کی پانچ سالہ محبت کے راستے جدا ہوئے تھے۔

" کیسی ہو حیا!" یہ رسمی سا سوال بس بات کا آغاز تھا ورنہ وہ جانتا تھا سامنے کھڑی لڑکی ٹھیک نہیں ہے۔

" اچھی ہوں" اس نے لہجے کو مستحکم رکھنا چاہا تھا مگر ہائے افسوس ایک آنسو اس کے ضبط کی توہین کر گیا۔

" میں تمہیں گھر چھوڑ دیتا ہوں" اس نے سامان کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا۔ حیا نے فوراً سے ہاتھ پیچھے کیئے۔ وہ اپنی ذمہ داریاں خود نبھانا چاہتی تھی۔ وہ اپنے کیئے کی سزا خود بھگتنا چاہتی تھی۔

www.novelsclubb.com

" میں تمہیں یاد کرتا ہوں حیا بہت یاد کرتا ہوں" بد حالیاں اوڑھے اس شخص کی آواز میں اوس اترنے لگے تھے۔۔ وہ سر جھٹک کر مسکرائی۔

"اور مجھے اپنا ماضی یاد کرنے کی فرصت ہی نہیں ملتی" اس نے سچ بولا تھا اگرچہ سچ تلوار تھا جو سننے والے کو کاٹ ڈالتا تھا۔

دونوں کے درمیان کتنی دیر تک خاموشی چھائی رہی تھی۔اس خاموشی کو موٹر سائیکل کی بے ہنگم آواز نے توڑا تھا۔حیا نے رخ موڑ کر دیکھا۔وہ موٹر سائیکل سوار ہائشم نوید تھا جس کی آنکھوں سے شرارے نکل رہے تھے۔حیا نے ایک گہرا سانس خارج کیا۔اچھے دوست کو شوہر نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ وہ آپ کے ماضی سے واقف ہوتا ہے اور ایک شوہر بیوی کا ماضی فراموش نہیں کر سکتا۔

ہائشم نوید جانتا تھا حیا جہانگیر عمر سلطان سے محبت کرتی ہے اور آج دونوں کو یوں سرِ راہ ایک دوسرے کے روبرو کھڑے دیکھ کر وہ غصے سے بل کھا کر رہ گیا تھا۔

عمر سلطان کو نظر انداز کرتا اس نے بائیک سے اتر کر اس نے حیا سے شاپرز پکڑے اور بائیک پر رکھ دیئے۔حیا پیچھے بیٹھی تو وہ بائیک بھگاتا ہوا لے گیا اور پیچھے کھڑا مسافر

اسے جاتا دیکھتا رہا وہ مسافر جو ٹھکانے تلاش کر رہا تھا اور ٹھکانہ بھی حیا جہانگیر کی زندگی میں۔

★★★★★★★★★★★

موٹر سائیکل تیز رفتاری سے سڑک پر بھاگ رہی تھی اتنی تیز کہ اسے اپنے گلے سے اڑتے دوپٹے کو دونوں ہاتھوں سے پکڑنا پڑا۔ بائیک سڑک سے ہوتی ہوئی کچی سڑک پر اتری اور پھر گلی میں داخل ہو کر آسمانی رنگ کے گیٹ کے سامنے رک گئی۔ حیا نے اتر کر شاپرز پکڑنے چاہے تو ہاشم نے سختی سے اسے اندر جانے کا کہہ دیا تو وہ اندر چلی گئی۔ ہاشم نے موٹر سائیکل گیٹ سے اندر کر کے گیٹ بند کیا اور سامان کے سارے شاپرز لا کر کچن میں رکھے۔ اس وقت دن کے گیارہ بج رہے تھے اور شائستہ بیگم اس وقت سوئی ہوتی تھیں۔

www.novelsclubb.com

وہ واپس سیدھا اپنے کمرے میں آیا جہاں حیا واش روم سے منہ دھو کر نکل رہی تھی۔ بیڈ پر پڑے دوپٹے سے اس نے اپنا منہ پونچا۔

"پھپھو سوئی ہوئی ہیں؟ تم نے ناشتہ نہیں کیا ہوگا۔میں ناشتہ بناتی ہوں"اس کے ہر انداز سے بے نیازی جھلک رہی تھی جیسے کچھ دیر پہلے جو ہائشم نے اسے اس کے محبوب کے ساتھ دیکھا وہ کچھ معنی نہ رکھتا تھا۔

ہائشم نے اس کی کلائی پکڑ کر اسے اپنے روبرو کیا تھا۔حیا تو اس کی حرکت پر حیران ہوئی تھی کہ شادی کے ان دو سالوں میں ایسا نہیں ہوا تھا کہ وہ ضرورت سے زیادہ اس سے بات کرتا حتیٰ کہ ہاتھ پکڑتا۔

"کیا کر رہا تھا وہ تمہارے ساتھ"اس کے اندر کا مرد جاگا تھا وہ مرد جو ایک شوہر تھا جو کبھی حیا کا بہترین دوست تھا جو حیا کی محبت کی داستاں سے الف سے ے تک واقف تھا۔

www.novelsclubb.com

"کیسے بات کر رہے ہو تم ہائشم"حیا نے اپنے کلائی چھڑانی چاہی تھی مگر ہائشم کی گرفت مظبوط تھی۔اس کی کوشش بس کوشش ہی رہ گئ۔

"وہ شخص اور تم ایک ساتھ کیونکر تھے؟" وہ دبا دبا سا چیخا تھا کہ وہ ایک چھوٹا سا گھر تھا جہاں سرگوشی بھی دوسرے کمرے تک جاتی تھی اور وہ اپنی ماں کو ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"تم کون ہوتے ہو مجھ سے یہ پوچھنے والے" اب کے وہ بھی غرّائی تھی۔ ہائشم کی نگاہوں سے شعلے نکلنے لگے۔

"! تمہارا شوہر ہوں حیا بی بی"

"واؤ! ان دو سالوں میں مجھے تمہاری ماں نے اپنے لہجے اور تم نے اپنی آگ اگلتی آنکھوں سے مجھے فقط ایک ہی بات بتائی ہے کہ میں ایک قاتلہ ہوں۔ میں ارحم نوید کی قاتلہ ہوں، میں اس گھر کی نوکرانی ہوں تو آج تمہیں یہ کیونکر یاد آیا کہ میں تمہاری بیوی ہوں۔ تمہیں یاد ہے میں تمہاری بیوی ہوں "

www.novelsclubb.com

ہائشم کی گرفت ڈھیلی پڑی تھی۔اس نے بے اختیار نگاہیں چرائی تھیں۔حیا نے اس کا گریبان پکڑ کر اس کا رخ اپنی طرف کیا۔

”اگر میں تمہاری بیوی ہوں تو مجھ پر وہ سوگ فرض کیوں کیا گیا ہے جو ایک بیوہ پر ہوتا ہے۔میں اگر تمہاری بیوی ہوں تو میں ارحم کی بیوہ کی طرح دو سالوں سے سوگ میں کیوں ہوں۔میں تمہاری بیوی ہو کر ایک بیوہ کی سی زندگی پچھلے دو سال سے گزار رہی ہوں۔اگر میں تمہاری محرم ہوں تو ایک نا محرم کا سوگ مجھ پر کیونکر لازم ہے۔میں اگر شادی شدہ ہوں تو میری زندگی سیاہ اور سفید میں کیونکر قید ہے“اس کا گریبان پکڑتے وہ ان دو سالوں میں آج پہلی بار چیخی تھی۔جو اس پر گزر رہی ہے وہ بولی تھی۔

www.novelsclubb.com

”آپ پر یہ سوگ آپ کی غلطی کی پاداش میں آپ پر فرض کیا گیا ہے۔آپ کے گناہ کی سزا ہے جو آپ کو سیاہ اور سفید کے چکر میں قید کر دیا گیا ہے۔آپ نے بھائی کو نہ مارا ہوتا تو آج سب کی زندگی مختلف ہوتی“اس کی آنکھوں میں نمی تیرنے

لگی تھی۔ وہ کیا کرتا وہ اپنے بھائی کو بھولتا ہی نہیں تھا۔ وہ بھائی جو کبھی باپ سا اچھا لگتا تھا اور کبھی دوست سچا لگتا تھا۔

"میں نے نہیں مارا ارحم کو تم سمجھتے کیوں نہیں ہو۔ مجھے کیوں ایک ایسی غلطی کی سزا دے رہے ہو جو میں نے نہیں کیا۔ میری زندگی اپنے مرے ہوئے بھائی کے بدلے کیوں تباہ کر رہے ہو تم" وہ چلا اٹھی تھی اتنا تیز کہ شائستہ بیگم بھی ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھی تھیں۔

ہائشم صوفے پر ڈھے گیا تھا۔ حیا کی آنکھ سے ایک قطرہ فقط ایک قطرہ پانی نکلا تھا۔ وہ آج عمر سلطان کو دیکھ کر آئی تھی۔ وہ آج اپنے محبوب کو دیکھ کر آئی تھی وہ عمر سلطان جس سے پانچ سال بلا ناغہ اس نے محبت کی تھی اور اس محبت کا راز دار ہائشم تھا۔ وہ ہر بات ہائشم کو بتاتی تھی۔ وہ ہر محبت نامہ ہائشم کو دکھاتی تھی اور آج وہ محبت اس سے چند قدم کے فاصلے پر بھی بڑی دوری پر تھی۔

"کیوں چلا رہی ہے یہ منحوس لڑکی" شائستہ بیگم نہایت غصے سے کمرے میں داخل ہوئی تھیں۔ انہیں حیا کا بولنا، چیخنا کھلتی کہ اس کی شکل سے بھی نفرت تھی۔ وہ جب بات کرتی تھیں تو حیا کے لیئے حقارت ہی حقارت ہوتی تھی۔

"کچھ نہیں ہوا اماں۔ چلیں اماں آپ" ہاشم شائستہ بیگم کو لیئے باہر چلا گیا تھا اور اس کی نگاہیں پلٹ کر کمرے میں آویزاں اس فوٹو فریم تک گئیں۔ جس میں وہ تھا جس میں ارحم نوید تھا۔ وہ ارحم نوید جو مر کر اس کی زندگی عذاب کر گیا تھا۔

کہتے ہیں مرے ہوئے سے نفرت نہیں کرتے لیکن اس وقت اس پل حیا جہانگیر نے ارحم نوید سے شدت سے نفرت کی تھی۔

★★★★★★★★★★★

اس کی آنکھیں صحرا تھیں تو چہرہ پتھریلا۔ جذبات ان دو سالوں میں اس کے اندر سے کہیں رخصت ہو گئے تھے اور یہ تب ہوا جب وہ رخصت ہو کر اس گھر میں آئی

تھی۔ وہ دن جو لڑکیوں کے اندر زندگی جگاتا ہے اس دن زندگی اس کے وجود میں مر گئی تھی اور زندگی کو اس کے اندر مرے دو سال ہو گئے تھے۔ وہ الماری کے پٹ کھولے خالی خالی نظروں سے ان دو رنگوں کو دیکھ رہی تھی جن کے گرد پچھلے دو سال سے اس کی زندگی گھوم رہی تھی۔ وہ دو رنگ سیاہ اور سفید تھے۔ سفید رنگ جو اس کی زندگی کو بے رنگ کر کے اس پر مسلط کیا گیا تھا۔ سیاہ جو سوگ کی علامت تھا وہ سوگ جو کرنا اس پر فرض تھا۔

اس نے سیاہ لباس نکالا اور پہن لیا۔ بالوں کی چوٹی باندھ کر دوپٹے کو اچھے سے سر پر لیا اور ڈریسنگ ٹیبل کی دراز سے سیاہ رنگ کی ڈائری نکالی۔ اس کی زندگی میں موجود ہر شے اب سیاہ ہی تو تھی اور بقول ہاشم نوید کے وہ دل کی بھی سیاہ تھی۔

www.novelsclubb.com

ارحم نوید کی جدائی کا دن۔ 28-12-2016

دو سال گزر گئے تھے اس قیامت سے مشابہت رکھتے اس دن کو جو حیا کی زندگی میں بھی طوفان لایا تھا۔اس نے پین نکالا اور آج کی تاریخ نوٹ کی-28-12-2018

کمرے کا دروازہ کھلا۔اس نے پلٹ کر نہیں دیکھا کیونکہ جانتی تھی آنے والا ہائشم نوید ہے۔وہ بھی سیاہ لباس زیب تن کئے ہوئے تھا کیونکہ آج سوگ کا دن تھا۔نوید ہاؤس میں 28 دسمبر سوگ کا دن تھا کیونکہ اس دن ارحم نوید مرا تھا اور ساتھ حیا جہانگیر کی سانسیں بھی چھین گیا تھا۔اس کا مجازی خدا جس کے ساتھ اسے دو سال پہلے بیاہا کیا گیا تھا لیکن اسے یاد نہیں پڑتا تھا کہ کبھی ہائشم نے اسے کبھی نظر اٹھا کر دیکھا ہو۔وہ تو دو دن کی دلہن کو چھوڑ کر گیا ان دو سالوں میں دوسری بار آیا تھا اور حیا کو بھی دلچسپی نہیں تھی کہ وہ اسے دیکھتا ہے یا نہیں لیکن اپنی بے وقعتی پر تکلیف ہوتی تھی شدید تکلیف۔

www.novelsclubb.com

"ہائشم اس کلموہی قاتلہ کو بول باہر دفع ہو" یہ آواز ہائشم کی ماں کی تھی۔ حیا کے لیئے دنیا جہاں کی نفرت اس چھوٹے سے گھر کے مکینوں میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور کیونکر نہ ہوتی وہ قاتلہ تھی۔ اس گھر کے لاڈلے سپوت ارحم نوید کی۔

حیا نے ڈائری بند کر کے دراز میں ڈالی اور روٹین کے مطابق ذلیل ہونے باہر چلی گئی۔ ہائشم نے پلٹ کر اسے جاتا ہوا دیکھا لیکن ان آنکھوں میں دیکھنے جیسا کچھ نہیں تھا۔ ان آنکھوں میں ایسا کچھ تھا کہ اگر بس میں ہوتا تو وہ حیا جہانگیر کا قتل کر ڈالتا۔ وہ حیا جہانگیر جو معاشرے میں حیا ہائشم نوید کہلاتی تھی۔

ہائشم نے انگلیوں کی پوروں سے بے اختیار کنپٹی کو سہلایا تھا۔ وہ خود شدید مشکل میں تھا۔ یہ جو ایک فیصلہ گلے کا طوق بن گیا تھا وہ یہ فیصلہ کبھی بھی نہیں کرنا چاہتا تھا مگر ماں کے مجبور کرنے پر اس نے حیا سے شادی کر لی تھی اور وہ تب حیران ہوا تھا کہ اتنا کچھ ہونے کے بعد بھی ماں حیا کو بہو بنانا چاہ رہی ہے لیکن نہیں وہ تو اسے تکلیف دینا چاہتی تھیں۔ وہ بہو نہیں نوکرانی چاہتی تھیں ایسی سوگ زدہ نوکرانی جسے وہ ہر

پل اور پل پل اذیت دیں اور پہلی اذیت کی شروعات شادی سے تھی کیونکہ عمر سلطان اتنی پاور رکھتا تھا کہ وہ کچھ بھی کر کے حیا جہانگیر کو ارحم نوید کے مرڈر کیس سے باہر نکال دیتا اور پھر وہ اور حیا ایک اچھی زندگی جیتے جو کبھی بھی قابلِ قبول نہیں تھی۔

ہائشم چلتا ہوا فریم تک آیا۔ وہ فریم جس میں ماضی مسکراتا تھا، خوشی کی نوید سناتا تھا اور زندگی سے بھرپور گیت گاتا تھا۔

اور اس سکون بھرے ماضی میں پتھر تب پڑا تھا جب حیا جہانگیر پاکستان آئی تھی۔ وہ حیا جہانگیر جس سے ارحم نوید نے بے تحاشہ محبت کی تھی اتنی محبت کہ اس محبت نے پھر اس کی جان لے لی۔

www.novelsclubb.com

"دیکھو بھائی کیا کیا ہو رہا ہے اور اس ہونے میں آپ کو ہونا چاہیئے تھا۔ وہ کہتی ہے اس کا کوئی قصور نہیں ہے لیکن میں کہتا ہوں سارا قصور اسی کا تو ہے۔ سارا قصور

حیا جہانگیر کا ہے جس کی محبت نے ایک شخص کو مار دیا اور کل ایک شخص زندہ لاش بنا راستے میں کھڑا تھا اور بچا میں تو میں نے تو کبھی اسے حاصل کرنے کے لیئے تو اس سے محبت کی ہی نہیں تھی" وہ تصویر پر ہاتھ پھیرتا سرگوشیاں کر رہا تھا وہ سرگوشیاں جو وہ دو سال سے اپنے مرے ہوئے بھائی سے کر رہا تھا۔

★★★★★★★★★★★

ارحم نوید کی برسی کا دن گزر چکا تھا۔اٹھائیس دسمبر گزر چکا تھا اور اب نیا سال آنے والا تھا۔وہ نیا سال جو نوید ہاؤس کے مکینوں کے لیئے صرف دو سال پہلے تب آنے والا تھا جب ارحم نوید زندہ تھا۔موجود تھا ان سب میں۔اس چھوٹے سے گھر میں خوشیاں اچھلتی کودتی تھیں۔

www.novelsclubb.com

نوید صاحب کی وفات تب ہوئی جب ارحم کالج میں تھا اور پھر باپ کے بعد اس پر ذمہ داریاں پڑ گئیں۔ہائشم چھوٹا تھا۔ابھی آٹھویں کلاس میں تھا وہ۔ارحم نے کالج چھوڑ دیا اور چھوٹی موٹی نوکریاں کرنے لگا جس سے وہ اپنا اور ماں کا پیٹ پال لیتا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

ساتھ ساتھ اس نے پڑھائی بھی جاری رکھی مگر ذمہ داریوں میں ڈوبے ہر انسان کی طرح معمولی نمبروں سے پاس ہوتا تھا اور پھر وقت کچھ اس پر مہربان ہوا تو اس کو گورنمنٹ جاب مل گئی۔

گھر کے حالات پہلے سے قدرے بہتر ہو گئے۔ پہلی تنخواہ پر گھر میں قرآن خوانی کروائی گئی۔ رشتہ داروں کو بلایا گیا اور وہیں پہلی بار حیا جہانگیر آئی۔ وہ ارحم کے ماموں کی بیٹی تھی جو عرصہ دراز سے ملک سے باہر مقیم تھے اور وہ پہلی بار کا آنا ارحم جہانگیر کے دل میں اٹک کر رہ گیا۔

حیا دوستانہ طبیعت کی مالک تھی بر عکس اپنی چھوٹی بہن کشمالہ کے۔ بہت جلد وہ نوید ہاؤس کے مکینوں کے ساتھ اٹیچ ہو گئی اور سب سے زیادہ دوستی اس کی ہائشم سے ہوئی تھی۔ ہائشم ان دنوں گریجوئیشن کر رہا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ حیا کا بیسٹ فرینڈ بن گیا اور پھر حیا اسے اپنی محبت کی طویل داستانیں سنانے لگی۔ وہ داستاں جس میں ایک شہزادہ تھا عمر سلطان اور شہزادی تھی حیا جہانگیر۔ اپنی محبت کی داستاں سا پہلا صفحہ سناتے وہ بہت خوش تھی اور اس دن ہائشم نوید نے خود کو خوشفہمیوں کے جال سے باہر نکالا کہ حیا جہانگیر اس سے بھلا کیسے محبت کر سکتی ہے۔

کہاں عمر سلطان سا شہزادہ اور کہاں وہ ایک عام سا شخص۔

اس دن کے بعد ہائشم نوید نے حیا جہانگیر سے بس محبت کی اور بہت محبت کی لیکن کبھی اسے اپنانے کا نہ سوچا۔ وہ اس کے لیئے خوش تھا کہ وہ عمر سلطان کے ساتھ خوش ہے لیکن اس میں دراڑ تب پڑی جب ایک شام اس نے ارحم نوید کی ڈائری سے ایک تصویر نکالی۔ وہ تصویر جو حیا جہانگیر کی تھی اور اس وقت وہ بہت رویا تھا اتنا کہ جتنا وہ عمر سلطان کے وجود کا سن کر نہیں رویا تھا۔

اس کی جان بستی تھی ارحم میں اور ارحم کی اب حیا جہانگیر میں بسنے لگی تھی۔ وہ اس دن رویا کہ ایک دن اس کا بھائی یوں رو دے گا جب جانے کا کہ ایک عمر سلطان بھی ہے کہانی میں جس سے حیا جہانگیر پاگلوں کی طرح پیار کرتی ہے۔

حیا جہانگیر ایسی تھی کہ کسی کو بھی اس سے محبت ہو سکتی تھی لیکن حیا جہانگیر ایسی نہیں تھی کہ کسی بھی ارحم نوید یا ہائشم نوید کو مل جاتی۔

وہ حیا جہانگیر تھی جو عمر سلطان کے لیئے بنی تھی۔ حیا جہانگیر صرف عمر سلطان جیسے شہزادے کے نصیب میں تھی۔

اور پھر ایک دن وہ ہوا جو نہیں ہونا چاہیئے تھا جس کا سوچا نہیں تھا کہ وہ ہو گا۔ حیا جہانگیر کو پاکستان شفٹ ہوئے کوئی دو سال ہوئے تھے کہ اس کے باپ کی موت ہو گئی اور پھر فقط ایک سال بعد ارحم نوید مر گیا۔ وہ ارحم نوید جو نوید ہاؤس کے دو افراد کے جینے کی وجہ تھا۔ ہائشم جاب کے سلسلے میں اسلام آباد میں تھا جب اسے یہ

www.novelsclubb.com

خبر ملی تھی اور کراچی آنے پر معلوم ہوا کہ ارحم نوید کی موت حادثاتی نہیں تھی۔ وہ ایک قتل تھا اور قاتلہ حیا جہانگیر تھی۔ سارے شواہد حیا جہانگیر کے خلاف تھے۔ اسے گرفتار کر لیا گیا۔ عمر سلطان نے ایڑھی چوٹی کا زور لگایا حیا کو بچانے کے لیئے اور قریب تھا کہ وہ حیا کو اس کیس سے دودھ میں سے مکھی کی طرح نکال دیتا شائستہ بیگم نے صلح کر لی۔ وہ صلح جو قید کی شروعات تھی۔ وہ صلح جس کے دستخط ہاشم نوید اور حیا جہانگیر کے نکاح کے دستخط کے ساتھ ہوئے تھے۔

باز ۔پلٹ چکی تھی۔ عمر سلطان کے ہاتھ میں کچھ نہیں رہا تھا کچھ نہیں بچا تھا۔ حیا جہانگیر ہاشم نوید کی قسمت میں لکھ دی گئی تھی۔۔

★★★★★★★★★★★★

www.novelsclubb.com

دسمبر جانے والا ہے

چلو ایک کام کرتے ہیں

پرانے باب بند کر کے

نظر انداز کرتے ہیں

نئے سپنے سبھی بُن کر

اُلفت کے راستے چن کر

وفاداری پہ جینے کی

راہیں ہموار کرتے ہیں

بھلا کر رنجشیں ساری

مِٹا کر نفرتیں دِل سے معافی دے دلا کر اب

دِل اپنے صاف کرتے ہیں

جہاں پر ہوں سبھی مُخلص

www.novelsclubb.com

نہ ہو دِل کا کوئی مُفلس

اِک ایسی بستی اپنوں کی

کہیں آباد کرتے ہیں

جو غم دیتے نہ ہوں گہرے

ہوں سانجھی سب وہاں ٹھہرے

سب ایسے ہی مکینوں سے

مکاں کی بات کرتے ہیں

نہ دیکھا ہو زمانے میں

نہ پڑھا ہو فسانے میں

اب ایسے جنوری کا ہم

www.novelsclubb.com

سبھی آغاز کرتے ہیں

رات دس بجے کا وقت تھا۔ہاشم اور شائستہ بیگم دونوں ٹی وی لاؤنج میں بیٹھے ٹی وی پر کوئی پروگرام دیکھ رہے تھے جب ٹی وی پر کسی نے خوبصورت انداز میں یہ نظم پڑھی تھی۔ہاشم نے کن اکھیوں سے چائے کے کپ اٹھاتی حیا کو دیکھا تھا جیسے وہ بھی پرانے سب نقش مٹانا چاہ رہا ہو لیکن یہ بس میں نہ ہو۔وہ بھی ایک نئی جنوری کا آغاز کرنا چاہتا تھا اور یہ بس میں نہیں تھا کیونکہ اسی فیصد مردوں کی طرح وہ بیوی اور ماں میں سے ماں کو چنتا تھا اور اس بیوی کو کیسے کر چنتا جس پر قتل کا الزام تھا اور قتل بھی ایسا کہ اس قتل نے ہاشم نوید کو یتیم کر دیا تھا۔

کپ اٹھا کر جاتے ہوئے حیا نے اس کی طرف دیکھا کیونکہ وہ اتنی دیر سے اس کی نظریں خود پر جمی محسوس کر سکتی تھی اور اس پل حیا نے دیکھا کہ ایک نیا سال اپنی شریکِ حیات کے ساتھ گزارنے کی چاہ اس کی آنکھوں میں امڈ امڈ کر آ رہی تھی۔ کئی جگنو تھے جو جل کر اور پھر بجھ کر مر گئے تھے۔ہاشم نے نگاہوں کا زاویہ بدلا کہ

وہ جو دو سال سے ایک دوسرے کے ہو کر بھی ایک دوسرے کے نہیں تھے تو خدا کا فیصلہ تھا کہ وہ ایک دوسرے کے ہیں ہی نہیں۔ قسمت لکھ چکی تھی حیا جہانگیر ہاشم نوید کو کبھی بھی نہیں ملے گی چاہے وہ اس کے نام پر ہو یا اس کی ہو۔

حیا کپ لیئے وہاں سے نکلی اور کچن میں کپ دھو کر وہ اپنے کمرے میں چلی آئی۔ باہر لوگوں کا شور سنائی دے رہا تھا۔ دنیا نیا سال منانے کو اتاولی ہو رہی تھی اور اس پر تو وہ گزرے سال ہی ٹھہر چکے تھے۔

وہ کارپٹ پر بیٹھ گئی اور ڈریسنگ ٹیبل کے سب سے آخری دراز کھول کر سیاہ رنگ کا ایک بیگ نکالا اور پھر اسے کھولنے لگی۔ بیگ سے سرخ رنگ کی ایک ڈائری نکلی تھی۔ سرخ رنگ اسے ہمیشہ سے بہت پسند تھا اتنا پسند کہ اس کی زندگی کی ہر شے میں سرخ کا دخل تھا لیکن ان دو سال میں وہ سرخ رنگ کو بھول بیٹھی تھی لیکن اس دن عمر سلطان کو سرخ رنگ کی کار میں دیکھ کر اسے ماضی کی لالی ضرور یاد آئی تھی۔ اسے یاد تھا عمر سلطان کو سرخ سے چڑ تھی لیکن وہ اس کے لیئے اپنی زندگی میں سرخ

WWW.NOVELSCLUBB.COM

رنگ کو جگہ دینے لگا تھا۔ عمر سلطان کا لیپ ٹاپ سیاہ سے سرخ ہوا تھا، اس کی بیڈ شیٹ فقط سرخ رنگ کی ہو گئی تھی اور پھر حیا کی فرمائش پر اس نے گاڑی بھی سرخ لے لی تھی حالانکہ اسے شدید چڑ تھی سرخ رنگ سے لیکن جب محبت ہوتی ہے تو محبوب کو پسند ہر شے پسند ہوتی ہے۔

حیا نے ڈائری کے کور پر ہاتھ پھیرا۔ یہ ڈائری اسے عمر نے دی تھی۔ عمر کہتا تھا حیا اس کی ماروی ہے۔ کہیں بہت پہلے جب ماروی عمر کو ٹھکرا گئی تھی تو محبت کو یہ بات پسند نہیں آئی تھی اس لیئے محبت نے صرف محبت کے واسطے عمر ماروی کو پھر سے جنم دیا ہے اور اب کی بار عمر ماروی الگ نہیں ہوں گے لیکن محبت چاہے کتنی بھی بار جنم لے لے اس کی قسمت جدائی ہی ہے۔

www.novelsclubb.com

اس نے ڈائری کھولی۔ ڈائری کے پہلے صفحے پر سرخ روشنائی سے حیا اور عمر لکھا تھا۔ اس کی آنکھ سے آنسو نکل کر عمر کے نام پر گرا تھا۔ اسے وہ تمام سال یاد آئے جن کی شروعات اس نے عمر کے ساتھ کی تھی۔ اس نے صفحہ پلٹا۔ اگلے صفحے پر دو سوکھے

WWW.NOVELSCLUBB.COM

سرخ پھولوں سے محبت کی داستاں رقم تھی وہ داستاں جو قدیم تھی بہت قدیم۔ وہ فقط پھول نہیں تھے وہ عمر ماروی کی داستاں تھی۔ وہ محبت کی عجیب داستاں تھی جس کی قسمت ہر بار جدائی تھی فقط جدائی تھی۔

اس نے بھری بھری آنکھیں اٹھا کر دیوار پر آویزاں تصویر کو دیکھا۔ اسے لگا ارحم نوید مسکرا رہا ہے۔ وہ کہہ رہا ہے حیا سلطان! تم مجھے نہیں ملی تو کیا ہوا تمہیں بھی تو عمر سلطان نہیں ملا۔

"تم نے اچھا نہیں کیا میرے ساتھ ارحم نوید۔ تمہیں مرنا نہیں چاہیئے تھا تمہیں جی کر مجھ سی تکلیف سہنی تھی۔ تمہیں بار بار جدائی کا کرب جھیلنا تھا" اس کی آنکھوں سے بے شمار آنسو نکلے وہ آنسو جن پر وہ پچھلے دو سال سے بندھ باندھے بیٹھی تھی لیکن عمر سلطان کا سامنے آنا اس کے ضبط کو توڑ گیا تھا۔ اسے آج بھی محبت تھی اور بے تحاشہ محبت تھی عمر سلطان سے مگر افسوس قسمت جدائی تھی اور مقام کچھ ایسا تھا کہ اب ملن ہو جاتا تو وہ نِری رسوائی تھی۔

★★★★★★★★★★★

آج نئے سال کا پہلا دن تھا۔ محلے سے بچوں کے پٹاخوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔ وہ صبح فجر کی اٹھی کام میں لگی ہوئی تھی۔ سیاہ لباس دھو کر الماری میں اگلے دسمبر کے لیئے رکھ چکی تھی۔ سفید جوڑا پھر سے اس کے تن پر تھا وہ سفید جو کفن تھا۔ وہ سفید جوڑا جو پھندا تھا جو دو سال سے اس کے گلے میں پڑا ہوا تھا مگر نہ مرنے دے رہا تھا نہ جینے دے رہا تھا۔

کچن سے فارغ ہو کر اس نے دھوپ پر پڑے سارے کپڑے اتار کر تہہ کیئے اور ہائشم کے کپڑے استری کرنے کے لیئے سٹینڈ پر رکھے۔ وہ کل واپس جا رہا تھا۔

"اماں آپ نے اپنا بہت سا خیال رکھنا ہے کل میں جا رہا ہوں" وہ شائستہ بیگم کی دوائیاں لے کر آیا تھا اور اب ان کو کھلانے کے بعد ہدایات جاری کر رہا تھا۔

"اپنے آفس کال کر کے ہفتہ دس دن اور چھٹیاں مانگ لو"

"کیوں اماں"

"تمہاری شادی کی تاریخ طے کرنے جانا ہے اور پھر شادی بھی" شائستہ بیگم کی بات پر ہائشم نے اچنبے سے اپنی ماں کو دیکھا۔ حیا کے شرٹ استری کرتے ہاتھ ایک سیکنڈ کو رکے تھے اور وہ پھر سے شرٹ پریس کرنے لگی۔ ہائشم نے نگاہ اٹھا کر حیا کو دیکھا جس کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا تو گویا دو سال کا یہ رشتہ نام نہاد تھا تو نام نہاد ہی تھا۔

"ماں کیسی باتیں کر رہی ہو آپ میری شادی تو ہو چکی ہے" چاہے حیا اس کے بھائی کی قاتلہ تھی اس کی ماں کے لیئے ایک بدلہ تھی لیکن بیوی تو تھی اس کی نا۔ حیا وہ لڑکی تھی جسے اس نے بہت شدت سے چاہا تھا۔ بہت محبت کی تھی۔

"یہ شادی نہیں سزا تھی اور سزا صرف اس قاتلہ کے لیئے ہے۔ تم میرے بیٹے ہو اور بیٹے کو سزا کی زندگی نہیں جینے دے سکتی" شائستہ بیگم نے کہا۔

"چاہے جیسے بھی ہوئی ہو جن حالات میں بھی ہوئی ہو وہ میری بیوی ہے ماں۔ میں اس کی اجازت کے بغیر شادی نہیں کر سکتا کیونکہ شرعاً اور قانوناً یہ جائز نہیں ہے" اس نے پھر سے ٹال مٹول سے کام لینی چاہی تھی اور اس بات پر شرٹ ہینگ کرتی حیا مسکرائی تھی۔ وہ اس کا گریز سمجھ رہی تھی۔ شرٹ کو اسٹینڈ پر ہینگ کر کے وہ کمرے میں آئی۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ہائثم! میری طرف سے تمہیں اجازت ہے اور میں تحریری اجازت نامہ دینے کو بھی تیار ہوں" شائستہ بیگم نے ہاتھ جھلا کر اسے دفع دور کیا تھا۔ ہائثم نے ہونٹ کاٹتے بے بسی سے حیا کو دیکھا اور پھر اٹھ کر وہاں سے چلا گیا۔ یہ طے تھا فیصلہ ماں کو کرنا تھا ہمیشہ کی طرح لیکن وہ اس بار کے فیصلے پر کانپ اٹھا تھا۔ کچھ بھی تھا بس اتنا تھا کہ وہ حیا جہانگیر جس سے اس نے بے تحاشا محبت کی تھی وہ اس کی تھی اور چاہے حیا جہانگیر نے عمر سلطان سے بے تحاشہ محبت کی تھی لیکن وقت کچھ یوں تھا کہ اب صرف اور صرف ہائثم نوید اس کا تھا۔

★★★★★★★★★★★

بے بس نگاہوں سے سارا دن حیا کو تکتا وہ اگلے دن ماں کے آگے سر جھکا کر اسلام آباد واپس چلا گیا تھا۔شائستہ بیگم بیٹے کے اقرار پر خوشی سے پھولے نہ سماتی سیدھی اپنی نند کے گھر جا پہنچی تھیں۔حیا کو تو کوئی اعتراض تھا ہی نہیں۔وہ دیا کو جانتی تھی اور ایسا تھا کہ جب وہ پاکستان آئی تھی تو شائستہ پھپھو کے گھر میں یہ چھوٹی شرمائی لجائی سی لڑکی اسے بہت پسند آئی تھی اور گزرتے وقت کے ساتھ حیا نے اس کی آنکھوں میں امڈتے محبت کے ہزار رنگ بھی دیکھے اور ہاشم نوید کی بے زاری بھی دیکھی لیکن اب جب پھپھو نے کہا تو حیا کو لگا کسی کو تو محبت ملنی چاہیے۔اب سب خالی ہاتھ رہ جائیں گے تو محبت پڑھائے گا کون۔

www.novelsclubb.com

شائستہ بیگم رشتہ طے کر آئی تھیں اور اب پورے محلے میں مٹھائی بانٹنے کے بعد ریسیور کان سے لگائے کسی سہیلی کے ساتھ جلے دل کے پھپھولے پھوڑ رہی تھیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ہاں ٹھیک کہہ رہی ہو تم صائمہ ! بس میں چاہتی ہوں میرا بیٹا خوش رہے اور منحوس لوگوں سے دور ہو رہے۔ منحوس کلموہی میرا ایک بیٹا تو کھا گئی دوسرا بھی ہڑپنے کے چکر میں ہے لیکن میں ایسا ہونے نہ دوں" آواز کو جان بوجھ کر اونچا کرتے وہ اس کو تکلیف دینا چاہ رہی تھیں۔

پونچھا لگاتی حیا کے ہاتھ پل بھر کو رکے اور وہ مزید رگڑ رگڑ کر فرش صاف کرنے لگی۔ کبھی کبھی تو شائستہ بیگم کی باتوں پر اس کے کانوں سے دھواں نکل آتا تھا لیکن ایک شے تھی برداشت جو اسے ہر حال میں کرنا تھا۔

"ہاں اتنی سوہنی ہے میری دیا بیٹی اور اوپر سے کم عمر بھی ہے۔ میرے بیٹے کے ساتھ اچھی لگتی ہے" ان کا نشانہ اب حیا کی عمر تھی جو بہت زیادہ تو نہیں تھی لیکن ہائشم سے تو زیادہ ہی تھی۔ ہونٹ کاٹتے اس نے پونچھا نچوڑ کر دیوار پر ڈالا اور پنکھا فل سپیڈ سے چلا دیا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ارے منحوس عورت! تم چاہتی ہی یہی ہو میں مر جاؤں تا کہ اس گھر پر راج کر سکو" جنوری کا مہینہ اور کڑک دھوپ میں بھی بھلا کی سردی۔ شائستہ بیگم کی بوڑھی ہڈیاں کانپ اٹھی تھیں۔ حیا زیرِلب مسکرائی تھی مگر بولی کچھ نہیں اور نہ ہی پنکھا بند کیا۔ شائستہ بیگم نے ریسیور کریڈل پر رکھا اور تخت کے نیچے پڑا اپنا جوتا اٹھا کر تاک کر حیا کا مارا جو سیدھا حیا کی کمر میں لگا تھا۔ وہ کراہ کر رہ گئی کہ پھپھو کا آخری ہتھیار تشدد ہی ہوتا تھا۔ حیا نے آگے بڑھ کر پنکھا بند کیا اور اپنے کمرے کی طرف جانے لگی جب شائستہ بیگم نے اسے پکارا۔

"اے لڑکی کہاں جا رہی ہے وہ جو کچن میں برتنوں کا ٹوکرا پڑا ہے وہ کون دھوئے گا"

"پھپھو پچھلی پگڈنڈی سے آنے والا پائپ ٹوٹ گیا ہے اس لیئے پانی نہیں آ رہا ٹینکی میں۔ تھوڑا سا پانی تھا فرش دھو دیا اب پانی آئے تو برتن دھو دوں گی" حیا نے

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

تفصیل سے بتایا اور جانتی تھی اب آگے سے شائستہ بیگم کا جواب کیا ہو گا اور حسبِ معمول انہوں نے کہا۔

تو کیا ان ہٹے کٹے ہاتھوں سے میری قبر کھودو گی۔ جاؤ اوپر کھیتوں میں جو چشمہ ہے وہاں سے پانی لاؤ اور برتن دھودو" حیا ہونٹ کاٹتے سر اثبات میں ہلا کر رہ گئی اور کرتی بھی تو کیا کرتی۔ یہاں سے بھاگنے کو دل کرتا تھا لیکن بھاگتی تو جاتی کہاں۔ کشمالہ ساری دولت پر سانپ بن کر بیٹھی تھی اور کسی صورت حیا کی شکل میں مصیبت اپنے گلے میں نہیں ڈالنا چاہتی تھی اور رہ گیا عمر سلطان تو وہ چاہ کر بھی اس کے پاس نہیں جا سکتی تھی اگر چلی جاتی تو سماج اسے جینے نہ دیتا۔ وہ سماج جو اسے پہلے ایک قاتلہ کہتا ہے پھر بد کردار عورت کہے گا۔

www.novelsclubb.com

اس نے سفید دوپٹہ سٹینڈ سے اٹھا کر مفلر کی طرح گلے میں ڈالا اور پانی کی بالٹی اٹھا کر دروازے کی طرف بڑھی جب پھر سے شائستہ بیگم کی آواز نے اس کے قدم روکے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

ساتھ جگ بھی لیتی جاؤ۔ چشمے کا پانی بڑا میٹھا ہے۔ میرا لال شربت پینے کو دل کر رہا ہے" نئی فرمائش حاضر تھی۔ حیا نے کچن سے جگ لیا اور گھر کے پچھلے دروازے سے نکل کر کھیتوں میں سے چھوٹی سی پگڈنڈی سے چلنے لگی۔

اس کے ایک ہاتھ میں پانی کی بالٹی تھی اور دوسرے میں جگ۔ سر جھکا ہوا تھا اور نگاہیں وہ اپنے قدموں پر جمائے چل رہی تھی۔ اسے اس کا ماضی ہر وقت پریشان کرتا تھا جو بہت خوبصورت تھا اور جب وہ پہلی بار ہاشم کے گاؤں آئی تھی تو بڑا پسند آیا تھا اسے لیکن اب سمجھ آئی تھی وہ صرف پسند آنے کی حد تک تھا اگر اس جیسی شہروں کی باسی یہاں رہے تو بڑا ابرا ہے یہ گاؤں لیکن پھر بھی وہ دو سال سے یہاں رہ رہی تھی تو بس وہ بہت بے بس تھی اور اس کو وہ دن پھر سے یاد آیا جب عمر سلطان اس سے ٹکرایا تھا۔ جانے وہ کیونکر آیا تھا؟

www.novelsclubb.com

خیالوں میں گم وہ چشمے پر پہنچ چکی تھی۔ یہ چشمہ کھیتوں کے بیچوں بیچ بنا ہوا تھا اور گاؤں والوں نے اس چشمے کے آس پاس کے حصے کو پختہ کر کے ایک صاف لوہے کا پائپ لگا دیا تھا جس سے شفاف پانی آتا تھا۔

اس نے بالٹی پائپ کے نیچے بھرنے کے لیئے رکھی اور خود ایک طرف پڑے پتھر پر بیٹھ گئی۔ آنسوؤں سے دھندلاتی آنکھوں کے سامنے ایک دھندلا سا منظر ابھرا۔

جب وہ دوسری بار یہاں آئی تھی۔

سرخ جینز کے ساتھ اس نے سرخ لانگ شرٹ پہن رکھی تھی اور سفید دوپٹہ مفلر کی طرح گلے میں لٹکایا ہوا تھا۔

" تمہارے چشمے کا پانی کتنا میٹھا ہے ارحم" ہاتھوں کا پیالہ بنائے وہ چشمے کے پائپ سے پانی پی رہی تھی اور ارحم مسکراتے ہوئے اسے تک رہا تھا۔

" میرا چشمہ نہیں ہے گاؤں والوں کا چشمہ ہے "

افف تم تو یوں کہہ رہے ہو جیسے میں اپنے نام کروانا چاہ رہی ہوں اسے" اس نے پانی کے چھینٹے منہ پر مارے تھے۔

ایک بار کہہ دو دنیا تمہارے نام کر دوں" وہ بڑبڑایا تھا اور اس کی بڑبڑاہٹ اتنی ضرور تھی کہ حیا نے سن لی تھی اور یہ نہیں تھا کہ وہ سن کر سمجھی نہیں تھی۔ وہ میچور تھی سب سمجھتی تھی اور سوچ لیا تھا وہ عمر سلطان کو سب سے ملوائے گی۔

"بھابھی! بھابھی!۔۔۔۔"

وہ یک دم ماضی سے باہر آئی تھی۔ کوئی اسے پکار رہا تھا۔ اس نے پلٹ کر دیکھا سامنے کاشان کھڑا تھا۔ وہ ہاشم کا دوست تھا اور اکثر ایسا ہوتا تھا کہ وہ گھر کے چھوٹے موٹے کام کر دیتا تھا لیکن پھر شائستہ بیگم نے اسے سختی سے منع کر دیا۔ وہ ہر کام حیا سے لینا چاہتی تھیں تاکہ وہ اذیت میں جیئے اور تنگ آکر خود کو خود ہی مار ڈالے۔

آپ جائیں پانی میں گھر لے آؤں گا" کاشان نے اپنی خدمات پیش کی تھیں۔

”نہیں میں خود لے جاؤں گی ورنہ پھپھو پھر سے تمہیں ڈانٹیں گی“ اس نے اٹھ کر ایک ہاتھ سے بھری ہوئی بالٹی کا ہینڈل پکڑا اور دوسرے سے جگ اٹھایا۔

”میں صرف دروازے تک لے جاؤں گا اندر آپ لے جایئے گا۔ آنٹی جی کو پتہ ہی نہیں چلے گا“ وہ اس سے بالٹی اور جگ لے کر آگے بڑھ گیا اور وہ آہستہ آہستہ اس کے پیچھے آنے لگی۔

گھر کے پاس پہنچ کر کاشان نے بالٹی اور جگ اسے پکڑایا جسے لے کر وہ اندر چلی گئی اور کاشان نے جیب سے موبائل نکال کر ہاشم کا نمبر ڈائل کیا۔ دوسری بیل پر کال پک کر لی گئی تو وہ فوراً بولا۔

”اس سے بہتر نہیں تھا تم انہیں جیل میں ہی رہنے دیتے۔ جو قید وہ یہاں کاٹ رہی ہیں وہی وہاں بھی کاٹتیں کم از کم اپنوں سے دکھ تو نہ ملتے انہیں کیا ہوا ہے“ دوسری طرف وہ اپنے آفس میں بیٹھا تھا۔

"یار محبت کرتا ہے تو ان سے تو پھر اتنی تکلیف میں کیوں رکھا ہوا ہے انہیں۔ خود سے پانی نہ پینے والی لڑکی آج اونچی پتھریلی پگڈنڈیوں سے دور چشموں سے پانی بھر رہی ہے تو کبھی بجلی کی لائن میں لگی بل بھر رہی ہیں تو کبھی سامان کے شاپرز بھر بھر کر لا رہی ہیں۔ کیا ہے تو اور کیا کر رہا ہے تو ان کے ساتھ" کاشان پھٹ پڑا تھا۔

"میں کیا کروں یار۔ محبت اپنی جگہ لیکن میرے بھائی کی قاتلہ ہے وہ اور اگر میں تھوڑا مارجن رکھ بھی لوں تو ماں کے سامنے بے بس ہوں میں" اس نے اپنی آنکھیں رگڑی تھیں۔ کل سے وہ دیا کا اسٹیٹس بار بار دیکھ رہا تھا جس میں بات پکی لکھا ہوا تھا اور یہ بات اسے اندر سے جلا رہی تھی۔

"تم بے بس نہیں ہو تم سمجھا سکتے ہو آنٹی جی کو اور سمجھاؤ انہیں حیا جہانگیر کے مر مر کے جینے اور پھر مر جانے سے ہاشم نوید واپس نہیں آئے گا۔ حیا جہانگیر مر گئی تو دیکھنا تم محسوس کرو گے ارحم نوید ایک بار پھر مر گیا ہے"

تو بتا میں کیا کروں'' وہ شدید بے بس تھا۔

''یا پوری طرح سے اپنا یا پوری طرح سے چھوڑ دے۔خود بھی جی اور انہیں بھی جینے دے۔ارحم نوید نے محبت کو نہیں جیا تو وہ جو ارحم نوید کی محبت تھی اسے اس کی محبت جی لینے دے۔اسے عمر سلطان کے پاس جانے دے''کاشان کے الفاظ اس کا دل چیر گئے تھے کہ بھلا وہ ایسا کیسے کرتا۔کیسے اپنی حیا کو کسی کو سونپ دیتا۔اس نے موبائل ٹیبل پر رکھا کال چل تھی اور دوسری طرف سے کاشان ہیلو ہیلو کرتا رہ گیا لیکن وہ تو کچھ سن ہی نہیں رہا تھا کیونکہ اس کا دماغ سن ہو چکا تھا۔۔

کاشان ٹھیک کہتا تھا وہ اس سے محبت نہیں کرے گی کبھی نہیں کیونکہ وہ عمر سلطان کو نہیں بھلائے گی کبھی نہیں۔وہ اسے کل کی طرح آج بھی بچہ سمجھتی تھی۔وہ اس سے چھوٹا تھا۔وہ اس کی دوست تھی اس پر دھونس جماتی تھی اور بچوں کی طرح لاڈ اٹھاتی تھی کیونکہ وہ اس سے چھوٹا تھا اور عمروں کا فرق دلوں میں بڑا فرق ڈال دیتا ہے۔وہ ایک بچے سے محبت نہیں کر سکتی تھی اور یہ بھی سچ تھا وہ محبت کی سلطنت

ہائشم نوید کی تھی لیکن اس سلطنت کی ملکہ اس کی نہیں تھی۔ عشق اس کے لیئے بنا تھا مگر حیا جہانگیر اس کے لیئے نہیں بنی تھی۔

★★★★★★★★★★★

جنوری کی ایک نئی سرد صبح طلوع ہوئی تھی۔ بے حد ٹھنڈی اور پر کشش۔ شائستہ بیگم اپنے تخت پر بیٹھی ٹی وی دیکھ رہی تھیں۔ وہ شائستہ بیگم کو ناشتہ دینے کے بعد صحن سے جھاڑو لگا رہی تھی کہ جب دروازے پر دستک ہوئی۔ اس نے جھاڑو سائیڈ پر رکھا اور نلکے سے ہاتھ دھو کر سر پر باندھا دوپٹہ اتار کر مفلر کی طرح گلے میں لپیٹا اور دروازہ کھولا۔ سامنے کاشان کھڑا تھا اور اس کے چہرے کے تاثرات کچھ ایسے تھے جیسے کچھ کہنا چاہ رہا ہو کہہ نہ پا رہا ہو۔ دونوں ہاتھوں کو مسلسل ایک دوسرے میں مسلتے ہونٹ کاٹتے وہ کنفیوز تھا۔ حیا نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا تو اس نے ایک لمبا سانس خارج کر کے خود کو پر سکون کیا اور پھر گویا ہوا۔

www.novelsclubb.com

"عمر سلطان آپ سے ملنا چاہتا ہے" اب کاشان سی حالت حیا کی ہوئی تھی۔

اسے اس بات پر حیرت نہیں ہوئی کہ کاشان عمر سلطان کی بات کر رہا ہے کیونکہ ارحم نوید قتل کیس دوران جو نہیں جانتا تھا وہ بھی حیا جہانگیر اور عمر سلطان کی محبت سے واقف ھو گیا تھا۔اسے حیرت اس بات پر ہوئی کہ عمر سلطان تو کافی دن پہلے اس سے ٹکرایا تھا تو وہ ابھی تک یہیں کیوں تھا اور اگر تھا تو وہ کیونکر آیا ہوا تھا؟

اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کاشان سے کیا پوچھے۔

"یاد ہے عمر سلطان آپ کو؟" اس کے تاثرات سے لگا جیسے وہ پوچھنے کو ہو کہ کون عمر سلطان۔

"آج یاد آگیا ہے ورنہ کل تک بھولے بیٹھی تھی۔تم بتاؤ وہ یہاں کیا کر رہا ہے اور کیوں ملنا چاہتا ہے وہ مجھ سے" وہ خود کو سنبھال چکی تھی اور یہ بھی مان چکی تھی اس کی قسمت میں محبت نہیں لکھی گئی تھی تو لازم تھا وہ محبت پانے کو رسوا نہ ہو۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

سرن کے کنارے والی زمینیں خرید لی ہیں انہوں نے۔ ٹورسٹ پوائنٹ بنانا چاہتے ہیں وہ یہاں۔ اس لیئے رکے ہوئے ہیں اور آپ سے کیوں ملنا چاہتے شاید یہ سوال پوچھنے والا نہیں ہے۔ شاکلہ کی جھیل پر وہ شام کو آپ کا انتظار کریں گے۔ اگر دل مانے تو آکر مل لیجئے گا" وہ کہہ کر جیسے آیا تھا ویسے ہی پلٹ گیا اور وہ وہیں دروازے میں کتنی ہی دیر کھڑی رہی جب شائستہ بیگم نے آواز کی تو وہ ہوش کی دنیا میں واپس آئی تھی۔ دروازہ بند کر کے وہ اندر آئی اور سیدھا کمرے میں گھس گئی۔ جھاڑو آدھے میں ہی رہ گیا تھا۔ شائستہ بیگم نے حیرانی سے اسے دیکھا کہ ان دو سالوں کے درمیان وہ ہر کام کو مکمل کرنے لگ گئی تھی تو بھلا آج کچھ ادھورا رہ گیا تھا تو مطلب کچھ ادھورا تھا جو پھر سے لوٹ آیا تھا۔

www.novelsclubb.com

★★★★★★★★★★★

چمکتا سورج غروب ہوا تو چاند آسمان پر اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ جگمگانے لگا۔ ہائشم نوید کے گاؤں میں رات اتر رہی تھی اور اس اترتی رات میں کوئی تھا جو شاکلہ

WWW.NOVELSCLUBB.COM

کے کنارے بیٹھا منتظر تھا کسی کا یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ نہیں آئے گی۔اس کی نگاہیں کبھی پانی تو کبھی شاکلہ کے اطراف میں سرسبز قطعوں پر جا ٹھہرتیں جو رات میں بھی بڑے خوبصورت لگ رہے تھے۔شاکلہ کے کنارے لگے سن فلاورز خود کو حول میں بند کر چکے تھے۔

شام کا سرمئی اندھیرا سیاہ ہو چکا تھا لیکن وہ جس کا منتظر تھا اس نے آنا تھا اور نہ ہی وہ آئی۔سردی کی شدت بڑھنے لگی تو وہ وہاں سے اٹھ گیا اور پتھر پر پڑا اپنا جیکٹ اٹھا کر ایک کندھے پر ڈالا اور تھکے ماندے مسافر کی طرح واپس پلٹ گیا۔اس کی چال می؟ واضح لڑکھڑاہٹ تھی۔اس کی امیدیں ٹوٹ چکی تھی اور دل میں ارمانوں کا جنازہ پڑا تھا تو بھلا وہ کیسے شان سے اکڑ کر چل پاتا۔

www.novelsclubb.com

وہ اپنے فام ہاؤس پر پہنچ چکا تھا جس کی تعمیر پچھلے ایک سال سے جاری تھی لیکن مکمل نہیں ہوئی تھی اور اب وہ اسے مکمل کروانے آیا تھا تو دراصل وہ حیا کی قریب ہر گھڑی قریب رہنے آیا تھا۔

یخ ہوا تلے کئی ایکڑ پر پھیلی زمینوں کے درمیان بہت خوبصورت سا فام ہاؤس ایستادہ تھا۔ زیرِ تعمیر وہ فام ہاؤس ابھی صرف ایک دو بندوں کے رہنے کے قابل تھا۔ وہ چھوٹا سا فام ہاؤس شاکلہ کے کناروں سے ذرا فاصلے پر تھا اور اس کے آگے لگی سفید باڑ سے نکلتا لکڑی کا پل شاکلہ کے درمیان تک جاتا تھا اور وہاں کھڑے ہو کر قدرت کے حسن کو دیکھا جا سکتا تھا۔

لکڑی کی باڑ پر چھوٹا سا دروازہ موجود تھا۔ ذرا آگے گھاس کے قطعے پر اک کار پارک تھی۔۔ سرخ کار۔ وہ سرخ جو حیا کا رنگ تھا۔

وہ باڑ کا دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا اور سیدھا کمرے میں چلا گیا۔ یہ کمرہ شاکلہ میں اس کی رہائش تھی۔ اس نے جیکٹ اتار کر اسٹینڈ پر ڈالا اور جوتے اتار کر بیڈ پر اوندھے منہ آنکھیں بند کر کے لیٹ گیا۔ بند آنکھوں سے پانی کی لکیر نکل کر کنپٹی سے بہنے لگی۔ وہ اسی پوزیشن میں لیٹا تھا کہ پینٹ کی جیب میں رکھا موبائل فون زور سے چنگھاڑا۔ اس نے آنکھیں کھولیں اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔ موبائل جیب سے نکالا۔

www.novelsclubb.com

کشمالہ کالنگ لکھا آرہا تھا۔اس نے دونوں ہاتھوں سے رگڑ کر چہرے کو صاف کیا اور آواز کو متوازن کرتے کال ریسیو کر کے موبائل کان سے لگایا۔

"تم ابھی تک شاکلہ کی ہواؤں میں ناکام محبت کی آہیں بھر رہے ہو" دوسری طرف کشمالہ تھی۔حیا جہانگیر کی بہن کشمالہ جہانگیر اور اس کی آواز سے لگ رہا تھا وہ شدید غصے میں ہے۔

"کشمالہ میرا بزنس پروجیکٹ ہے یہاں اسی کو مکمل کرنے آیا ہوں" عمر سلطان کا لہجہ بھی مظبوط ہو چکا تھا۔کچھ دیر پہلے والا ٹوٹا پھوٹا عمر سلطان کہیں چھپ گیا تھا۔

"عمر سلطان تمہیں حیا جہانگیر اب نہیں مل سکتی۔کیوں اپنی زندگی برباد کر رہے ہو۔بھول جاؤ اسے۔تمہارے وہاں ہونے سے وہ بھی ڈسٹرب ہو گی۔تم واپس آجاؤ۔پروجیکٹ کو یہاں سے بھی ہینڈل کر سکتے ہو تم" کشمالہ تھوڑی نرم پڑی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

میں یہاں حیا جہانگیر سے ملنے آیا ہوں نہ حیا جہانگیر کے لیئے آہیں بھر رہا ہوں اور جہاں تک پروجکٹ کی بات ہے تو یہ تم مجھے نہیں بتاؤ گی کہ میں کیا کروں یا نہ کروں۔ تم اپنے کام سے کام رکھو" وہ فون بند کر چکا تھا۔ وہ کشمالہ کے ہر وقت کے لیکچر سن سکتا تھا نہ ہی ان لیکچرز سے اس کے دل میں موجود حیا کے لیئے دیوانگی کم ہو سکتی تھی سو بہتر تھا وہ کچھ کہتا اور نہ سنتا۔

کال ڈسکنکٹ ہو چکی تھی اور اب وال پیپر پر حیا جہانگیر کی تصویر نمایاں تھی۔ سرخ ہیئر بنیڈ سر پر باندھے لال گلاب کو ناک کے قریب کر کے سونگھتے اس کی تصویر اتنی دلکش تھی کہ اس کی آنکھیں پھر سے نم ہونے لگیں کہ وہ جتنی بھی دلکش تھی اس کی تو نہیں تھی اور یہ بات اسے حد درجہ رلاتی تھی۔

www.novelsclubb.com

★★★★★★★★★★★

آج جمعرات تھی اور ہر جمعرات نوید ہاؤس میں شام کو کچھ نہ کچھ ایسا بنتا تھا جس پر دعا کر کے اسے محلے میں بانٹا جاتا تھا۔ حیا نے آج حلوہ بنایا تھا جسے بانٹنے وہ اب گھر

WWW.NOVELSCLUBB.COM

سے باہر نکلی تھی اور اب سارے محلے میں دینے کے بعد وہ کاشان کے گھر میں داخل ہوئی تھی۔کاشان کے گھر میں کاشان کے علاوہ اس کی ایک چھوٹی بہن اور ماں تھیں۔اس نے حلوے کے پلیٹ کاشان کی ماں کو پکڑائی جب کاشان نے اس کے ہاتھ میں فون لاکر تھمادیا۔حیا نے بدک کر کاشان کو دیکھا۔

"میرے پاس عمر سلطان کا کوئی پیغام لے کر مت آؤ کاشان! نہ میں اس سے ملنا چاہتی ہوں اور نہ ہی بات کرنا چاہتی ہوں" حیا نے غصے سے کہہ کر فون کاشان کی طرف بڑھایا تھا۔

"کال پر ہائشم ہے بھابھی!" کاشان نے اپنے بالوں میں انگلیاں پھیریں کہ ہائشم سن چکا تھا اور اب اسے بخشنے والا نہیں تھا۔حیا نے ایک نظر فون کی سکرین کو دیکھا جہاں "haism calling" لکھا آرہا تھا۔اس نے ایک تیز نظر کاشان پر ڈالی اور سائیڈ پر ہو کر فون کان سے لگایا۔

"کیسی ہیں آپ" دوسری طرف موجود شخص کی آواز میں زمانوں کا درد تھا۔ حیا بے چین ہو کر رہ گئی۔

"ٹھیک ہو" مختصر سا جواب دیا۔

"ماں نے میری شادی کی تاریخ طے کر دی؟" وہ پوچھ رہا تھا یا اپنی اذیت بیان کر رہا تھا۔

"ہاں تمہیں پتہ ہے دیا بہت خوش ہے۔ وہ تم سے بہت محبت کرتی ہے"

"تم ماں کے ساتھ دیکھ لینا جس جس شے کی ضرورت ہو۔ میں پیسے بھجوا دوں گا"

"وہ کہنا تو چاہتا تھا کہ میں خوش نہیں ہوں حیا اور میں تم سے محبت کرتا ہوں لیکن وہ کہہ نہیں پایا تھا۔

"تم کب آرہے ہو؟"

"چھٹی کے لیئے درخواست دی ہے۔ جلد آؤں گا" ہاشم نے کہا۔

" اچھا چلو ٹھیک ہے میں چلتی ہوں۔ پھپھو انتظار کر رہی ہوں گی "اس نے کہہ کر فون کاٹنا چاہا تھا کہ ہاشم گویا ہوا۔

" عمر سلطان ابھی تک وہی ہے "

" مجھے نہیں پتہ "

" جس سے محبت ہوتی ہے اس کا پتہ ہوتا ہے پھر وہ کہاں ہے" ہاشم نے کہا۔

" میرے اندر تو ہر جذبہ اس دن اپنی موت آپ مر گیا جب مجھے بتایا گیا کہ میں نے ایک شخص کو مارا ہے اور اس شخص کی موت کے لیئے نوید ہاؤس جب مجھے عمر قید سنائی گئی تو محبت کے ساتھ ہر جذبہ اس دن مر گیا اور وہ سارے نام بھول گئے جن سے محبت تھی "وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اپنی اذیت بیان کرنے لگی تھی۔

" محبت اپنا انتقام تو لیتی ہے ناحیا" وہ طنزاً گویا ہوا کہ تم نے محبت کو مارا تھا تو لازم تھا محبت بھی تمہارے لیئے مر جاتی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

میں نے ارحم نوید کو نہیں مارا۔ کتنی بار بتاؤں تمہیں" وہ دباد باسا چیخی تھی۔ "

"مجھے تمہارے کہے پر یقین آجائے لیکن پھر سوچتا ہوں اور کون ہے جو میرے بھائی کو مار دے کہ اس نے تو فقط تم سے محبت کی تھی" وہ ان دو سالوں سے خود کسی نتیجے پر نہیں پہنچ پا رہا تھا۔ حیا نے غصے سے فون بند کیا اور کاشان کو پکڑاتے بنا حلوے کے برتن واپس لیئے تیز تیز وہاں سے نکلتی چلی گئی اور پیچھے سے کاشان کی ماں آوازیں کرتی رہ گئی۔۔

★★★★★★★★★★★

وہ بجلی کی بِل بھرنے آئی تھی اور اب لائن میں لگی کھڑی تھی جب اس کے کندھے پر لٹکتے بیگ میں موبائل تھرایا۔ اس نے بیگ کھول کر موبائل نکالا۔ ہائثم کی کال تھی یقیناً اس نے شائستہ بیگم سے بات کرنے کو فون کیا تھا کیونکہ یہ موبائل شائستہ

WWW.NOVELSCLUBB.COM

بیگم کا تھا جس میں کچھ خرابی ہو گئی تھی تو انہوں نے ٹھیک کروانے کے لیئے دیا تھا۔ وہ ابھی اسی شش و پنج میں تھی کہ کال اٹینڈ کرے یا نہ کرے کہ موبائل چپ ہو گیا اور اس کا نمبر بھی آ گیا۔ وہ بل بھر کر باہر نکلی تو موبائل ایک بار پھر تھرّانے لگا۔ اس نے کال ریسیو کر کے موبائل کان سے لگایا اور بولی۔

" ہیلو "

حیا آپ۔ ماں کہاں ہیں؟" اس نے پوچھا۔ "

موبائل خراب تھا بازار آئی تھی تو ابھی ٹھیک کروایا ہے" حیا نے بتایا۔ "

" اچھا کیسی ہیں آپ "

www.novelsclubb.com

یہ پوچھنے کی فارمیلیٹی کیوں کرتے ہو جب جانتے ہو کہ میں ٹھیک نہیں ہوں "

" وہ سڑک کے کنارے چلنے لگی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کیا آپ فرق پڑ رہا ہے میری شادی سے" وہ خوشفہم ہوا کہ وہ ابھی ہاں کہہ دے گی لیکن وہ بولی تو تمام خوش فہمیوں پر اوس ڈال دی۔

"نہیں"

"لیکن مجھے فرق پڑ رہا ہے حیا" وہ اذیت بھرے لہجے میں گویا ہوا تھا اور حیا جان چکی تھی جان کا دشمن جان بنا بیٹھا تھا اسے۔

"دیکھو ہاشم! میری زندگی قید سے قید تک کی کہانی ہے اور اس قید کو مجھے اکیلے ہی کاٹنا ہے۔ تم میرے اچھے دوست ہو میں نہیں چاہتی تمہاری زندگی میری وجہ سے برباد ہو" حیا نے اسے سمجھانا چاہا۔

"آپ کے بغیر بھی تو زندگی برباد ہی ہے حیا" یہ پہلا اظہار تھا جو دو سال کی نفرت کے بعد کیا گیا تھا جو دو سال کی اذیت کے بعد کیا گیا تھا۔ حیا نے گہری سانس لی اور سڑک کنارے لگے درخت کے نیچے جا بیٹھی۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"محبت ایک بار ہی ہوتی ہے ہائشم اور میں اپنے حصے کی محبت کر چکی ہوں اور مجھ سے اس زندگی میں نہیں ہوگی"اس کا لہجہ سمجھاتا ہوا تھا۔

"محبت میں کرلوں گا حیا"اس نے التجا کی تھی۔

"حیا جہانگیر تمہارے لیئے نہیں بنائی گئی ہائشم نوید اس بات کو مان کیو نکر نہیں لیتے۔وہ جو ایک تم سے محبت کرتی ہے اس کی محبت کو زندگی دے دو۔دیا کا دیا بجنے سے بچالو۔کسی ایک کو محبت راس آنی چاہیئے"

"تو وہ مجھ کو راس آجائے تو محبت کا کیا جاتا ہے یار"اذیت تھی اس کے لہجے میں۔

"میں ایک قاتلہ ہوں اور میری یہی غلامی کی زندگی ہے اور میں خوش ہوں کہ تمہاری شادی ہو رہی ہے۔تم خوش رہو گے تو مجھے خوشی ہوگی۔وہ جو نوید ہاؤس کا ایک مکین میری وجہ سے ہر خوشی سے محروم ہو کر مر گیا تو اب میں چاہتی ہوں کہ

www.novelsclubb.com

تم زندگی کی خوشیوں سی محروم نہ رہو"حیا کو بس فکر تھی کہ اس کا دوست خوش رہے۔وہ دوست جو اس کا شوہر تھا۔

"تمہیں مجھے بانٹ کر ذرا دکھ نہیں ہو گا "

تم میرے ہوتے تو مجھے دکھ ہوتا۔دوست کو بانٹنے سے کوئی دکھ نہیں ہوتا"حیا نے کہا۔

میں تو خود کو بٹا ہوا ہی سمجھوں گا یار اور یاد رکھنا بٹا ہوا مرد کانچ جیسی عورت کو "

پتھر میں ڈال دیتا ہے۔یہ نہ وہ دیا جسے تم روشن رکھنا چاہتی وہ پتھر ہو جائے"ہائے کیا اذیت تھی اس لہجے میں کہ محبت کاٹ رہی ہے اسے۔

وقت کے ساتھ سب ٹھیک ہو جاتا ہے۔انسان سب کچھ بھول جاتا ہے تم بھی "

"بھول جاؤ گے

"کیا آپ نے عمر سلطان کو بھلا دیا؟" سوال تھا یا پتھر اسے بڑی زور کا لگا تھا۔ اس کی آنکھ میں کچھ چبھا تھا شاید وہ عمر سلطان کی یاد تھی۔ گھبرا کر اس نے جلدی سے فون بند کر کے موبائل بیگ میں رکھا اور چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا لیا۔ کئی آنسو اس کی آنکھوں سے بہے تھے اور قریب تھا کہ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیتی کہ اس کے پشت پر آہٹ ہوئی اور پھر کسی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ وہ بدک کر پلٹی اور سامنے عمر سلطان کو کھڑے دیکھ کر پتھر ہوئی تھی۔

"دیکھو تم مجھے ہر جگہ دکھائی دیتی ہو" کانچ ٹوٹ کر کیسے بکھرتا ہے کوئی اس وقت عمر سلطان کو دیکھتا تو جان جاتا۔ حیا فوراً سے کھڑی ہوئی اور جانے لگی تھی کہ عمر سلطان نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

www.novelsclubb.com

"سنو حیا! محبت کرنے والوں کے ساتھ ایسا نہیں کرتے" وہ التجا بھرا لہجہ تھا اور التجا بھی ایسی کہ دیکھنے سننے والے کلیجہ نکال کر ہتھیلی پر رکھ لیتے۔

مجھے جانے دو" اپنی کلائی چھڑاتے وہ منمنائی تھی۔ "

چلی ہی تو گئی ہو۔ میں تو بس ان فاصلوں کو ماپنے آیا ہوں جو تمہارے اور "میرے درمیان حائل ہیں۔ ان کو فاصلوں کو ماپ پر ٹاپوں گا اور تمہیں اپنی دنیا میں لے جاؤں گا" ہائے وہ لہجہ قربان ہونے جیسا تھا اور کون تھا جو اس لہجے پر قربان نہ جاتا۔

تم کوئی ٹین ایجر لڑکے نہیں ہو جو یوں ضد بھری باتیں کر رہے ہو۔ ایک "میچور ڈمرد ہو یہ باتیں تمہیں سوٹ نہیں کرتی اور وہ جو تمہارے اور میرے درمیاں فاصلے ہیں وہ اتنے ہیں کہ انہیں ماپا نہیں جاسکتا اگر ماپ بھی لو تو انہیں ٹاپتے تمہاری زندگی گزر جائے گی لیکن فاصلے ختم نہیں ہوں گے" اپنی کلائی چھڑاتی وہ آگے بڑھی تھی جب عمر سلطان نے کچھ ایسا کہا کہ اس کے قدم زنجیر ہوئے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

فاصلوں کو ماپا نہیں جاسکتا تو کیا ہوا وہ جو ایک دیوار بنا فاصلہ ہے اسے راستے سے ہٹایا بھی تو جاسکتا ہے" اس کا لہجہ پلوں میں بدلتا تھا اور اس گھڑی وہ بکھرے ہوئے عمر سلطان نے ضدی عمر سلطان بن گیا تھا جس کے لہجے اور آنکھوں کے مطلب سمجھتے حیا جی جان سے کانپی تھی اور وہی وہ پل تھا جب وہ پلٹی اور ایک زوردار تھپڑ عمر سلطان کے گال پر دے مارا۔

"وہ جو ایک میری وجہ سے مرا ہے بس وہی ایک مرا ہے اب کوئی اور میری وجہ سے نہیں مرے گا اور ہائشم نوید سے دور رہنا عمر سلطان! ورنہ خون پی جاؤں گی میں تمہارا اور ایک بات میری یاد رکھنا ارحم نوید کے مرنے پر حیا جہانگیر ہائشم نوید کو نہیں ملی اور ہائشم نوید مر گیا تو عمر سلطان کو پھر بھی حیا جہانگیر نہیں ملے گی" وہ انگلی اٹھا کر وارن کرتے تیز تیز واپک پلٹ چکی تھی اور وہ اپنے گال پر ہاتھ رکھے کتنی ہی دیر اس کے قدموں کے نشان دیکھتا رہا تھا۔ اسے یقین نہیں آتا تھا کہ حیا جہانگیر

www.novelsclubb.com

اسے تھپڑ مار کر چلی گئی تھی۔اس کے اندر دکھ،تاسف اور جانے کیا کیا امڈنے لگا تھا جب جیب میں رکھا فون بج اٹھا۔

"تم لوٹ کر کب آؤ گے عمر سلطان"اس نے فون کان سے لگایا۔دوسری طرف کشمالہ جہانگیر تھی۔وہی ضدی لہجہ لیئے ہوئے۔

"شام کو نکل جاؤں گا شاکلہ سے۔فاصلے ماپے نہیں جا سکتے"اس نے دھیرے سے کہتے فون بند کیا اور اس پتھر پر بیٹھ گیا جہاں کچھ دیر پہلے حیا جہانگیر بیٹھی تھی۔

وہ حیا جہانگیر جو ماروی تھی اور فقط عمر سلطان کی ماروی تھی۔۔

★★★★★★★★★★★

دو مہینے تیز رفتاری سے گزرے اور اتنی تیز رفتاری سے کہ ہاشم نوید کی شادی کا دن آگیا۔وہ جب سے چھٹی لے کر گاؤں آیا تھا مسلسل ٹال مٹول کر رہا تھا اور جس کے لیئے کر رہا تھا اس نے صاف الفاظ میں کہہ دیا تھا کہ ہاشم نوید کی شادی ہو نہ ہوا سے

حیا جہانگیر نہیں مل سکتی اور اس بات کو جان کر وہ اذیتوں میں ڈوب کر ابھرا اماں کے سامنے راضی گیا تھا۔

یہ مارچ کا مہینہ تھا۔ سردی کی شدت ابھی تک برقرار تھی اور اس سرد موسم کی ایک شام ہائثم نوید اور دیا جمشید کا نکاح ہو گیا وہ نکاح جس میں دیا جمشید خوش تھی، شائستہ نوید خوش تھی، حیا جہانگیر خوش تھی اور کوئی خوش نہیں تھا تو وہ ہائثم نوید تھا۔

شائستہ بیگم نے دل کے سارے ارمان نکالے تھے شادی پر۔ وہ بے انتہا خوش تھیں اور یہ خوشی ان کے چہرے سے جھلک رہی تھی۔ چھوٹا سا نوید ہاؤس کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔ برآمدے میں برقی قمقمے لگے ہوئے تھے اور ان سنہری قمقموں تلے دیا جمشید سُرخ لباس میں دمک رہی تھی، وہ سرخ لباس جو حیا جہانگیر کا من پسند تھا لیکن ہمیشہ کی طرح وہ سفید سادہ لباس میں تھی لیکن خلافِ معمول بال

کھول کر کندھوں پر بکھیرے ہوئے تھے۔ وہ سوگ میں تھی اور یہ سوگ ہر خوشی غمی میں اس پر فرض تھا۔

کئی رشتے داروں نے حیا کو دیکھا تو رُخ پھیر لیا۔۔ ارحم قتل کیس کے بعد وہ ان کے لیئے قابلِ نفرت ہو گئی تھی۔ کچھ رشتہ داروں نے تاسف سے اسے دیکھ کر سر جھٹکا جیسے افسوس کرنا چاہ رہے ہوں۔ اس نے بھاری دل اور مسکراتے لبوں کے ساتھ بالوں کو کان کے پیچھے اڑسا اور برقی قمقموں تلے جگمگاتی دیا کی طرف بڑھی تھی کہ شائستہ بیگم کی آواز پر رک گئی۔

"منحوس عورتیں نئی نویلی دلہن کے پاس نہیں جاتیں اور اگر وہ قاتلہ ہو تو مزید دوری بنانے کی ضرورت ہے" حیا کی گردن شرمندگی سے جھک گئی تھی اور وہیں کئی رشتہ دار کانوں میں سرگوشیاں کرتے پھسپسانے لگے تھے۔ اس کا اور دیا جمشید کا موزانہ کیا جانے لگا اور کسی بھی طرح وہ دیا جمشید سے بہتر ثابت نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ وہ سب کی رضامندی اور خوشی سے ہائثم کی زندگی میں شامل ہوئی تھی۔

کاش وہ بھی اتنی ہی عزت سے عمر سلطان کی زندگی میں داخل ہو سکتی اور کاش ارحم نوید نہ مرا ہوتا تو سب کچھ ممکن تھا۔

شائستہ بیگم اور سعدیہ خانم (دیا کی ماں) نے اسٹیج کی طرف بڑھتے نفرت سے اسے دیکھا۔ شائستہ بیگم کے ہزار بار منع کرنے کے باوجود وہ چلی آئی تھی کہ وہ اپنے دوست کی شادی میں شرکت کرنا چاہتی تھی۔

صوفوں پر براجمان مہمان اسے گردنیں موڑ موڑ کر دیکھ رہے تھے۔ اسکے رخسار گلابی ہوئے۔۔ بمشکل مسکراتے ہوئے وہ پیچھے ہٹ گئی۔۔ ہائثم نے نگاہوں کا زاویہ بدلے بغیر اسے ٹکٹکی باندھ کر دیکھا۔ اس نے ایک جانب رکھا خالی صوفہ دیکھا اور پھر وہاں بیٹھ گئی۔ وہ قاتلہ تھی اور ایک قاتلہ لوگوں کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتی تھی۔۔ وہ پھر بھی مسکراتی رہی۔۔

www.novelsclubb.com

یکایک سب نے دیکھا کہ ہائشم اپنی دلہن کے پہلو سے اٹھا اور تیزی سے گھر سے نکلتا چلا گیا۔ کئی گردنوں نے مڑ کر ہائشم کو جاتے دیکھا اور شائستہ نوید اور سعدیہ خانم نے نفرت سے حیا کو دیکھا۔ دیا جمشید نے حیا جہانگیر کے روشن چہرے پر ایک نظر ڈالی اور سر جھکا دیا۔ کئی آنسو ٹپ ٹپ ہاتھوں پر گرنے لگے تھے۔

★★★★★★★★★★★

مہمان آہستہ آہستہ جا چکے تھے اور نئی نویلی دلہن شائستہ بیگم کے تخت پر سر جھکائے بیٹھی اور شائستہ بیگم اور سعدیہ خانم چلے پیر کی بلی کی طرح پورے گھر میں گھوم رہی تھیں۔ ہائشم کو گئے تین گھنٹے ہو گئے تھے اور اس کا نمبر بھی بند جا رہا تھا۔ حیا ایک کونے میں سمٹی ہوئی بیٹھی تھی کہ سعدیہ خانم اور شائستہ بیگم کی نفرت بھری نگاہیں اسے اندر سے کاٹ رہی تھیں اور کبھی دیا جمشید کو دیکھ کر اس کا دل مٹھی میں آ جاتا تھا۔

www.novelsclubb.com

کچھ وقت مزید گزرا تھا کہ دروازہ کھلا اور وہ واپس آگیا۔ماتھے پر بکھرے بال اور آنکھوں میں چمکتی نمی اس مسافر کی تکلیف کا پتہ دیتی تھی۔شائستہ بیگم فوراً سے بیٹے کی طرف بڑھیں۔

"کہاں تھے میرے بچے ٹھیک ہو نا تم" شائستہ بیگم نے کہا۔دیا جمشید نے جھکی گردن اٹھا کر اسے دیکھا جو آج اس کا ہوا تھا لیکن وہ اس کا نہیں ہو سکتا تھا۔۔

"ٹھیک ہو ماں" اس نے دھیما سا کہا اور خفظ ہو جانے تک حیا کے چہرے کو دیکھا۔دیا نے اس کی نگاہوں کا تعاقب کیا تو کئی آنسو اس کے گالوں پر بہہ گئے تھے۔ یہ دیکھتے شائستہ بیگم تیزی سے حیا کی طرف بڑھی تھیں۔

"کون سے جادو ہیں تمہارے پاس جادو گرنی۔میرا ایک بیٹا کھا گئی دوسرا بھی مجنوں بنا پھر رہا ہے تمہارے لیئے" وہ چیخی تھیں۔حیا ڈر کر پیچھے ہوئے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

" حیا کو کچھ مت کہیں ماں اس کا کوئی قصور نہیں ہے" وہ پہلی بار ماں کے سامنے بولا تھا اور بولا تھی حیا جہانگیر کے لیئے تھا تو شائستہ بیگم کا بھڑ کنا بنتا تھا۔

" آج بتا دو کس کا قصور ہے۔اس کا نہیں ہے تو قصور کیا میرے ارحم کا تھا جو وہ مر گیا" شائستہ بیگم رونے لگی تھیں۔

" ماں جیسے بھی مرا لیکن مر گیا آپ کا ارحم۔اب آپ اور میں تڑپ تڑپ کر مر جائیں یا حیا کو تڑپا تڑپا کر مار دیں ارحم نوید واپس نہیں آئے گا۔آپ چاہتی ہو حیا جہانگیر مر جائے لیکن حیا جہانگیر کے مر جانے سے ارحم نوید واپس نہیں آئے گا بلکہ ہاشم نوید بھی مر جائے گا" شائستہ بیگم کی زبان کو بریک لگا تھا۔سعدیہ خانم نے ناگواری سے حیا کو دیکھا تھا۔دیا جمشید کی آنکھوں سے بہتی رم جھم میں تیزی آئی تھی اور حیا وہ تو گنگ رہ گئی تھی۔اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ شاید ہاشم کو پسند آ گئی ہے لیکن محبت کی توقع وہ نہیں کرتی تھی۔

وہ ان سب کو ایسے ہی چھوڑتا تیزی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا حیا بھی اس کے پیچھے ہی کمرے میں گئی تھی اور سرخ جوڑے میں ایک چاند سی لڑکی چہرہ ہاتھوں میں چھپاتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

"تم ٹھیک نہیں ہو ہائشم یہ لو پانی پیو" حیا نے پانی کا گلاس اس کی طرف بڑھایا تھا جسے اس نے کھینچ کر دیوار پر دے مارا۔ کمرے میں کانچ کے ٹکڑے بکھر کر رہ گئے۔

"ہاں نہیں ہوں میں ٹھیک اور اس کی وجہ تم ہو۔ میں یہ شادی نہیں کرنا چاہتا تھا وہ جو تم نے چاہا میں آباد ہو جاؤں تو سنو میں نے ایک اور لڑکی برباد کر دی" وہ کنپٹی سہلاتا کرسی پر بیٹھ گیا اور قریب تھا کہ وہ رو پڑتا۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا ہم دونوں اچھے دوست تو ہیں ناں اور ہمیشہ رہیں گے" اس نے ہائشم کے کندھے پر ہاتھ رکھا جسے اس نے فوراً سے پہلے جھٹک دیا۔

"ارے نہیں چاہیئے تمہاری دوستی مجھے اور تم دوست بلکل بھی اچھی نہیں ہو

اگر تم اچھی دوست ہوتی تو اتنے سالوں سے اپنے دوست کی آنکھوں میں پنپتے محبت

کے ہزار رنگوں کو دیکھ لیتی لیکن تم نے تو کبھی یہ بھی نہیں پوچھا کہ سنو ہائشم تمہیں

کسی سے محبت تو نہیں"

"تمہیں مجھ سے محبت ہے۔ تمہیں اپنے باپ جیسے بھائی کی قاتلہ سے محبت

ہے۔کیا تمہیں حیا جہانگیر سے محبت ہے؟"اس نے سوال کیا تھا اور ہائشم کی

سانسیں اس سوال پر رکی تھیں اور نگاہیں بس اس چہرے سے ہو ہو کر روئی تھیں۔

"ہاں مجھے تم سے محبت ہے اور بہت محبت ہے"اس نے برملا اعتراف کیا تھا۔

حیا نے ایک گہری سانس لی۔

www.novelsclubb.com

"وہ جو تمہارے اور میرے درمیان رشتہ ہے کیا تم اسے آگے بڑھانا چاہتے ہو؟

اگر چاہتے ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں تم جو چاہو گے وہی ہو گا"وہ خلافِ توقع اتنے

آرام سے بولی تھی کہ ہائثم نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا اور پھر دیکھتا ہی رہ گیا۔ حیا اس کی خاموشی سے مطلب اخذ کرتی دروازے کی طرف بڑھی اور دروازے کی چٹخنی چڑھا دی۔ باہر کھڑی شائستہ بیگم اور سعدیہ خانم نے ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔ دیا کسی ہارے ہوئے مسافر کی طرح لڑکھڑاتے قدموں سے اس کمرے کی طرف بڑھ گئی جسے آج کے دن سجایا گیا تھا اور صرف اس کے لیئے سجایا گیا تھا۔

حیا نے دروازہ بند کرنے کے بعد گلے میں ڈالا دوپٹہ اتار کر صوفے پر پھینکا اور کلپ میں لگے بال کھول دیئے۔ ہائثم حیرانی سے اسے دیکھا۔ وہ کیا کر رہی تھی یا کہہ رہی تھی اسے سمجھ نہیں آرہی تھی۔

"تمہارے اور میرے درمیان جو رشتہ ہے میں اسے آگے بڑھانے کو تیار ہوں اگر یوں تمہاری خوشی ہے تو میں انکار نہیں کروں گی" اس کی بات ذرا ہائثم کے پلے پڑی تو اس نے بے اختیار اپنی کنپٹی سہلائی اور اٹھ کر صوفے پر پڑا اس کا دوپٹہ اٹھا کر اس کے کندھوں پر ڈالا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میری خوشی تمہاری خوشی میں ہے اور تمہاری خوشی میرے ساتھ میں نہیں ھے۔میں نے تمہیں کبھی پانے کا سوچا ہی نہیں۔تم چلی جاؤ یہاں سے۔تم عمر سلطان کے پاس چلی جاؤ" اسے کندھوں سے تھامے وہ کہہ رہا تھا اور وہ یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی۔

"کیوں جاؤں میں؟"

کیونکہ تمہارے ہوتے ہوئے میں اپنے نئے رشتے میں آگے نہیں بڑھ پاؤں گا۔تم جاؤ یہاں سے کچھ دن بعد بھول جاؤں گا تو دیا کے ساتھ ایک نئی زندگی شروع کروں گا پھر کبھی زندگی کے کسی موڑ پر ملے تو دوستوں کی طرح ملیں گے" وہ اسے جانے کو کہہ رہا تھا۔وہ ہر بات کو جانے دے کر اسے جانے کا کہہ رہا تھا۔حیا نفی میں سر ہلاتی صوفے پر بیٹھ گئی۔وہ یوں کیسے جا سکتی تھی اور اگر جانا بھی چاہتی تو شائستہ بیگم اسے جانے نہ دیتیں۔۔

★★★★★★★★★★★

WWW.NOVELSCLUBB.COM

دوسری صبح نوید ہاؤس میں ایک اور بھونچال لائی تھی اور وہ بھونچال تھا کشمالہ جہانگیر۔اس کی گاڑی جب نوید ہاؤس کے گیٹ پر رکی تو زوردار ہارن سے پورا محلہ دہل اٹھا تھا اور اسی زوردار غصے کے ساتھ وہ نوید ہاؤس میں داخل ہوئی تھی۔

دھوپ سینکتی سعدیہ خانم اور شائستہ بیگم نے اسے آتا دیکھا تو ناک منہ چڑھالیا کہ کشمالہ جہانگیر حیا جہانگیر سے بہت مختلف تھی۔وہ کسی کا ادھار رکھتی تھی نہ لحاظ کرتی تھی۔

حیا بکھرے گھر کو سمیٹنے میں لگی ہوئی تھی جب اسے دیکھ کر حیران ہوئی تھی کہ اسے بھیجنے کے بعد وہ دو سال تک یہاں آئی نہیں تھی تو آج کیوں آئی تھی۔

تمھیں کہا تھا میں نے حیا ان لوگوں پر زیادہ مہربان نہ ہو غریب لوگ ظرف کے بھی غریب ہوتے ہیں"شایستہ بیگم کی طرف وہ کینہ توز نظروں سے دیکھ رہی تھی۔"

"زبان سنبھالو لڑکی" شائستہ بیگم بھی چیخی تھیں۔ ہائثم بھی کمرے سے باہر نکل آیا تھا۔

"زبان سنبھال کر ہی تو رکھی ہوئی ہے ورنہ جو دو سال آپ نے میری بہن پر ظلم کیسے ہیں میں ان کا ایسا منہ توڑ جواب دیتی کہ آپ یاد رکھتی کشمالہ جہانگیر بھی کوئی شے ہے" وہ بھی اسی انداز میں بولی تھی۔

"اور جو تمہاری بہن نے ظلم کیا اسے تم نے یاد نہیں رکھا۔ میرا کلیجہ چھلنی کیا ہے تمہاری بہن نے۔ میرے جگر کے ٹکڑے میرے بیٹے کو مارا ہے" انہیں کشمالہ اپنی منہ پھٹ طبیعت کے باعث بلکل بھی پسند نہیں تھی اور آج تو وہ انہیں اور زہر لگ رہی تھی۔ کشمالہ نے مسکراتے ہوئے کچھ سوچا اور پھر حیا کو ہاتھ سے پکڑ کر ان کے سامنے کر دیا۔

"یہ سامنے کھڑی ہے حیا جہانگیر آپ کے بیٹے کی قاتلہ۔ جان سے مار ڈالیں اسے اور پھر دیکھیں کیا آپ کا بیٹا لوٹ آیا ہے۔ کیا حیا جہانگیر کی موت سے ارحم۔ نوید لوٹ آئے گا۔ نہیں آئے گا پھپھو ارحم نوید واپس نہیں آئے گا بلکہ اگر حیا جہانگیر مرے گی تو آپ کو پتہ چلے گا ارحم نوید اب پوری طرح سے مر گیا ہے اور یاد رکھئیے گا اس بار ہاشم نوید مرے گا۔ حیا جہانگیر کی موت آپ سے ایک اور بیٹا چھین لے گی۔ کچھ ہاتھ نہیں آئے گا آپ کے" وہ تھوڑا نرم پڑی تھی۔ شائستہ بیگم کا تو دل دہل گیا تھا اور ہاشم نے جانب کہ سچائی تو بس اسی ایک جملے میں ہے کہ حیا جہانگیر کے ساتھ ہاشم نوید بھی مر جائے گا۔

"کشمالہ کیوں آئی ہو تم یہاں۔ پلیز جاؤ یار" حیا نے اسے کھینچا تھا مگر وہ ہاتھ چھڑا کر دیا کی طرف بڑھی اور سر تا پیر اس کا جائزہ لیا۔ سرخ لباس کی جگہ اب سادہ سا سوٹ تھا اور کندھوں پر شال اوڑھ رکھی تھی مگر آنسوؤں کے نقوش واضح تھے اور آنکھیں سوجھی ہوئی تھیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تو تم ہو شائستہ نوید کی چہیتی اور نئی بہو۔اپنی ساس کی طرح تم بھی تو نفرت بھر کر آئی ہو گی یہاں"

"محبت محبوب سے جڑی ہر شے سے محبت کرواتی ہے اور مجھے محبت ہے ہاشم نوید بے تحاشا محبت اور میں پھر ایک ایسی لڑکی سے نفرت کیسے کر سکتی ہوں جس سے میرا محبوب بے انتہا محبت کرتا ہے۔میں تو ہائشم کی محبت کا ادب کرتی ہوں اور اس سے بھی زیادہ حیا کا کرتی ہوں" اس کا لہجہ کشمالہ کی توقعات سے یکسر مختلف تھا۔حیا کو اپنا آپ مجرم لگا تھا اور ہائشم نگاہیں چرا کر رہ گیا تھا۔

"کچھ سیکھ لیں اپنی بہو سے پھپھو۔ چلیں خیر آپ سیکھتی رہیئے گا ابھی حیا پیکنگ کرو فٹافٹ۔میں تمہیں اپنے ساتھ لے کر جاؤں گی" کشمالہ کی بات پر شائستہ بیگم کی آنکھوں سے انگارے نکلنے لگے تھے۔ہاشم نے نگاہیں جھکا دیں۔

"کیوں جائے گی یہ" شائستہ بیگم نے کہا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کیونکہ کوئی منتظر ہے اس کا۔خوشیاں منتظر ہیں حیا جہانگیر کی"وہ مسکرائی تھی۔حیا کی آنکھوں کے سامنے عمر سلطان کا وجود گھوما۔

شائستہ بیگم نے رولا ڈال دیا اور پھر کشمالہ کی لاکھ کہنے پر بھی حیا جانے کو تیار نہیں ہوئی تھی۔اس نے کہا تھا وہ اس گھر سے جائے گی اور تب جب سب مان لیں گے کہ وہ قاتلہ نہیں ہے۔

★★★★★★★★★★★

)

www.novelsclubb.com

دو ماہ بعد۔۔۔۔۔۔

وہ اوائل اپریل کے دن تھے۔موسم کی ٹھنڈک کم ہو رہی تھی اور حدت بڑھتی جا رہی تھی۔موسم بدل چکا تھا لیکن نوید ہاؤس کے حالات ویسے ہی تھے۔نہ کچھ بدل

WWW.NOVELSCLUBB.COM

سکتا تھا اور نہ ہی بدلا۔ ہاشم اپنے اور دیا کی شادی کے دوسرے دن ہی واپس اسلام آباد چلا گیا تھا اور اب پورے دو ماہ بعد لوٹا تھا تو ویسا ہی تھا دیا کے لیئے سر د اور حیا کو نم آنکھوں سے دیکھتا ہوا۔ دیا ان دو ماہ میں ویسی ہی ہو گئی تھی جیسی کہ حیا تھی سوگ زدہ سی کیونکہ وہ سہاگن ہو کر بھی سہاگن نہیں تھی اور اس کا رویہ حیا کے لیئے حیرانی کا باعث تھا کیونکہ حیا کے ساتھ وہ نہ لڑی تھی اور نہ ہی روایتی سوکنوں والی چپقلش پالی تھی بلکہ وہ خاموشی سے اس کے کام بانٹتی رہتی تھی یا کام کرتی ہوئی حیا کو یک ٹک دیکھے جاتی تھی۔ آج بھی حیا دھوئے ہوئے کپڑے تار سے اتارنے کے بعد تخت پر بیٹھی تہہ کر رہی تھی جب اس نے خود پر نظروں کا حصار محسوس کیا تو جان لیا کہ آج بھی دیا جمشید اس کے چہرے کو تک رہی ہے اور اس کا یہ تکنا حیا کو کبھی کبھار الجھا دیتا تھا کہ جانے دیا اس کے چہرے پر کیا کھوجتی رہتی تھی اور پوچھنے پر سر جھٹک کر مسکرا دیتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کیا میں آج سوال کر لوں تو کیا مجھے آج میرے سوال کا جواب ملے گا" اس نے مسکرا کر دھیمی آواز سی پوچھا۔

"آپ کا چہرہ دیکھتی ہوں تو محبت کو دیکھنا چاہتی ہوں جو صرف آپ کے چہرے پر روشن ہے۔ کتنی خوش قسمت ہو نا آپ کہ ہائشم نوید آپ سے محبت کرتا ہے" ہائے اس لہجے میں کتنی حسرت تھی۔ دیا کی آنکھیں ڈبڈبائیں کہ وہ جو دیا کو خوش قسمتی لگ رہی تھی وہ اس کے نزدیک بد قسمتی تھی۔

"مت دیکھا کرو میرے چہرے کو۔ لگتا خوبصورت ہے مگر بڑا بدصورت ہے، لگتا خوش قسمت ہے مگر بڑا بد قسمت ہے" محبت بھی کتنی عجب شے ہے نا کہ کسی کے لاڈ اٹھانے کی چاہ رکھنا والا کسی کو آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔

"نہیں حیا! آپ بد قسمت نہیں ہو۔ ارحم بھائی آپ کے لیئے مر گئے تو عمر سلطان آپ کے لیئے زمانے سے لڑ گیا اور ہائشم نوید جان ہتھیلی پر رکھ کر آپ کو پیش

کرتا ہے۔ بھلا محبت جس پر مہربان ہو وہ بد قسمت کیسے ہو سکتا ہے" اس کے اپنے دکھ تھے۔ حیا کے دکھ سے کوسوں دور۔

"طنز کر رہی ہو" اس کا حسرت بھرا دکھ حیا کو طنز کی آمیزش لیئے ہوئے لگا تھا۔

"نہیں میں تو آپ پر رشک کر رہی ہوں" اس نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"مجھ سے پوچھو محبت جس پر مہربان ہو اس سے بڑا بد قسمت کوئی نہیں ہے۔ میں محبتوں کی چاہ نہیں کی تھی میں نے بس محبت چاہی تھی اور صرف یہ ایک چاہ لے ڈوبی مجھے۔ مجھے محبت لے ڈوبی دیا۔ مجھے خوش قسمت نہ کہو بڑی تکلیف ہوتی ہے مجھے" اس نے تہہ کیئے ہوئے کپڑے اٹھائے اور اپنے کمرے میں چلی آئی۔

دروازہ کھولو تو سب سے پہلی نظر بیڈ پر پڑتی جہاں وہ سو رہا تھا۔ وہ دو ماہ بعد کل ہی آیا تھا۔ کمرے میں پنکھا پوری رفتار سے چل رہا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

حیا نے کپڑے الماری میں رکھے اور اس کے سرھانے جا کھڑی ہوئی۔ وہ پر سکون سا سو رہا تھا اور جب جاگتا تھا تو بڑا بے چین نظر آتا تھا۔

محبت کا تکون سب کو برباد کر رہا تھا۔ کوئی نم آنکھیں لیئے ہاشم کا منتظر تھا تو ہاشم کی نگاہیں اس کے گرد گھومتی رہتی تھیں۔

وہ کمرے کا دروازہ بند کرتی پلٹ گئی تھی۔

★★★★★★★★★★★

رات اپنی تمام تر تاریکیوں سمیت شاکلہ پر اتر چکی تھی اور نوید ہاوس کے کچن میں حیا اور دیا کام میں مصروف تھیں۔ شائستہ بیگم تخت پر براجمان ٹی وی دیکھنے میں مگن تھیں۔ ہاشم کہیں باہر گیا ہوا تھا۔ حیا اور دیا نے کھانا بنا کر شائستہ بیگم کے تخت کے آگے دستر خوان بچھایا اور اب دونوں کھانے کے برتن لا لا کر رکھ رہی تھیں۔ حیا جگ میں کولر سے پانی ڈال رہی تھی کہ جب ہاشم گھر کے گیٹ سے اندر داخل ہوا۔

اس کے ہاتھ میں کچھ انویلپ جیسا تھا اور چہرے پر پریشانی اور سوچ کی لکیریں ایک ساتھ نمایاں ہو رہی تھیں۔ حیا نے اس کے پر سوچ چہرے اور پریشان چال کو دیکھا تو کچھ پل کے لیئے بریشان ہو گئی۔ ہائشم بنا کسی کی طرف دیکھے سیدھا کمرے میں گیا اور جب وہ واپس آیا تو ہشاش بشاش تھا اور ہاتھ حالی تھی۔ خاموش ماحول میں چاروں نے کھانا کھایا اور اس کے بعد جیسے ہی حیا دستر خوان سے برتن سمیٹنے لگی اسے ہائشم کی آواز آئی۔

"حیا ذرا میری بات سنیں" وہ کہہ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

"میں دستر خوان سمیٹ کر آتی ہوں"

"آپ جاؤ حیا میں سمیٹ لوں گی" دیا کی نم آواز اس کے کانوں میں پڑی تھی۔

اس نے ایک گہری سانس لی اور ہائشم کے پیچھے ہی چلی گئی۔

وہ کمرے میں داخل ہوئی تو دیکھا کہ وہ کمرے میں ٹہل رہا تھا اور ہاتھ میں وہی کچھ دیر پہلے والا انویلپ تھا۔حیا کو دیکھ کر جیسے اس نے زبردستی مسکرانے کی کوشش کی تھی۔اس کا ہر انداز بتا رہا تھا کہ کچھ بات ہے جو ہاشم کو پریشان کر رہی ہے اور وہ کہہ بھی نہیں پا رہا۔

حیا نے کچھ پل اس کے بولنے کا انتظار کیا اور پھر اس کے چہرے سے جھلکتی ہر پریشانی کو پسِ پشت ڈال کر دیا کا سہ لیئے سامنے ہوئی تھی۔

"تمہیں پتہ ہے تم دو ماہ بعد آئے ہو۔وہ دو ماہ سے تمہاری شکل دیکھنے کو ترس گئی ہے"

"تم سے شادی کے بعد میں ایک سال بعد آیا تھا کیا تم بھی میری شکل دیکھنے کو ترس گئی تھی"وہ الٹا استفہامیہ ہوا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"مجھے اور دیا کو کمپیر و مائزنہ کرو۔ وہ تم سے محبت کرتی ہے" وہ ذرا غصے سے بولی تھی۔

"یہی تو کمبخت محبت کا مسئلہ ہے ہمیں جس سے ہوتی ہے اسے ہم سے محبت نہیں ہوتی" دیا کی آنکھوں سے بہتا دکھ ہائشم کے لہجے سے جھلکنے لگا تھا۔

"وہ تمہاری بیوی ہے۔ تمہاری ماں کی پسند سے آئی ہوئی ہے کسی قتل کے بدلے نہیں آئی وہ" حیا نے دیا کی وکالت کرنی چاہی تھی۔ اسے دیا کا دکھ پریشان کرتا تھا۔

"تم بھی بیوی ہو میری۔ میری پسند ہو تم اور وہ جو ایک دوسری آئی ہے نا وہ میرے دل کے قتل کے بدلے آئی ہے" عجیب دکھ سے۔ ذرا سا انسان بدل دیتے تو ایک جیسے تھے۔

www.novelsclubb.com

"نکلو تم کمرے سے" حیا نے دوٹوک انداز میں کہا تو وہ حیرانی سے اسے دیکھنے لگا۔

"کیا؟ "

میں نے کہا نکلو میرے کمرے سے اور باہر جا کر تخت پر بیٹھو۔ ابھی وہ چائے بنا کر دے گی تو پی کر اس کے کمرے میں چلے جانا اور جب تک یہاں ہو میرے کمرے کے پاس بھی نظر نہ آؤ مجھے" وہ سخت لہجے میں بولی۔

اچھا چلا جاتا ہوں پہلے کچھ دکھانا ہے تمہیں دیکھ لو پھر چلا جاؤں گا کیونکہ اس کے بعد تمہیں رونے کے لیئے تنہائی درکا ہو گی" اس نے انویلپ کھولا تو اس کے اندر سے لکڑی کا بنا ایک خوبصورت کارڈ نکلا۔ حیا نے نا سمجھی سے اس کے ہاتھ میں موجود کارڈ کو دیکھا جسے اس نے کھول کر حیا کی طرف بڑھا دیا۔۔ حیا نے نا سمجھی سے اسے پکڑا لیکن پھر اس کا ہاتھ کانپا تھا اور آنکھیں ساکت ہوئی تھیں کہ اس پر لکھے لفظ کاٹ کر لے گئے تھے اسے۔

Kashmala Jahangir Weds With Umer Sultan

وہ لڑکھڑائی تھی اور پھر اس کے ہاتھ سے کارڈ چھوٹ کر کارپٹ پر جا گرا۔ آنکھون کے سامنے یکدم اندھیر چھانے لگا تھا اور دماغ میں ماضی انگڑائی لے کر اٹھنے لگا تھا۔ دل میں محبت کی میت پر بین سنائی دیۓ اور بے یقینی نے آنکھوں سے آنسو بہا دیۓ۔۔

اس نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے ہائثم کی طرف دیکھا جس کی اپنی آنکھیں حیا کی تکلیف پر نم ہو رہی تھیں لیکن حیا کو یہ سب سہنا تھا۔ خود ہی برداشت کرنا تھا۔

وہ اسے روتا ہوا چھوڑ کر کمرے سے نکل آیا اور شائستہ بیگم کے ساتھ تخت پر بیٹھ گیا۔ دیا اسے چاۓ کا کپ پکڑا کر حیا کے کمرے کی طرف جانے لگی تو اس نے روک دیا۔

www.novelsclubb.com

"وہ اس وقت چاۓ پینے کی پوزیشن میں نہیں ہے" دیا سمجھی نہیں تھی۔ وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے ٹھیک تھی تو اچانک پوزیشن خراب کیوں ہو گئی۔ اثبات میں

سر ہلاتے وہ چائے لیئے واپس کچن میں چلی گئی اور ہائشم کی نگاہیں دروازے پر ٹھہر گئیں۔وہ وہاں بیٹھے ہوئے بھی جان سکتا تھا کہ اندر وہ ہچکیوں سے رو رہی ہے۔۔۔

★★★★★★★★★★★

محبّت سے ہوئی نفرت ہے تیری بے وفائی سے

شکستہ دل ہوا میرا ہے تیری یوں جدائی سے

نہیں ہے حوصلہ مجھ میں کسی سے اب محبّت کا

کہ ڈرتا ہوں میں دوبارہ کسی بھی جگ ہنسائی سے

جسے اپنا بنایا تھا بڑا ہی بے وفا نکلا

ارادہ ہی نہیں بدلا اُس نے مری دہائی سے

مجھے تیری محبّت پر کبھی بھی شک نہیں گزرا

مگر وہ جھوٹ تھا سارا جو بولا تھا صفائی سے

www.novelsclubb.com

چلو اب جان چھوٹی ہے ہوئے آزاد بندھن سے

یہ آزادی ہے بہتر محبّت کی گدائی سے

وہ گھٹنوں میں سر دیئے کب سے ایک ہی پوزیشن میں بیٹھی تھی۔ آنکھوں سے بہتا سمندر خشک ہو چکا تھا اور اب اسے وہ تمام وعدے یاد آ رہے تھے جو اس سے کیئے گئے تھا۔

"عمر سلطان نے کہا تھا یا تم سے بچھڑوں گا تو مر جاؤں گا اور کیا ہی سچ کہا تھا مجھ سے بچھڑ کر میری ہی بہن پر مر مٹے" اس کی سرگوشیاں کمرے میں گونج رہی تھیں۔

"اور مجھے آ کے دیکھو میں زندہ تو ہوں مگر کیسی حالت میں۔ ایک سانس لیتے وجود میں مر چکے دل کے ساتھ ہوں میں اور تم جو کہتے تھے تم چھوڑو گی تو خودکشی کر لوں گا اور اب تم نے مجھے ہی مار ڈالا ہے، میں لڑ رہی تھی حالات سے کہ یہ کبھی تو

سازگار ہوں گے اور ہم ملیں گے لیکن تم نے تو اچھے وقت کا انتظار ہی نہیں کیا۔ تم نے اپنے لیئے اچھا وقت خرید لیا" اس کی دھیمی آواز پش بھر کو اونچی ہو جاتی اور پھر وہ دوبارہ آہستہ آہستہ شروع ہو جاتی۔

اس کو صدمہ پہنچا تھا۔ اس کو شاک لگا تھا کہ بھلے وہ عمر سلطان کی نہیں تھی لیکن ایک مان تھا کہ عمر سلطان اس کا ہے لیکن اب یہ مان بھی ریزہ ریزہ ہوا تھا اور ساتھ وہ بھی بکھر گئی تھی۔

اس کی گھٹی گھٹی سی سسکیاں ساری رات کمرے میں گونجتی رہیں اور ایک کمرے کے فاصلے پر وہ بھی ساری رات سو نہیں پایا تھا۔ شائستہ بیگم کے تخت پر لیٹا وہ رات بھر اس کی سسکیوں سے بے چین رہا تھا لیکن وہ اسے جا کر چپ کروانا نہیں چاہتا تھا۔ وہ اسے سارے دکھ آنسوؤں بہا دینے دینا چاہتا تھا کہ وہ ہمت پکڑے اور اس ہمت کے ساتھ وہ کشمالہ جہانگیر اور عمر سلطان کی شادی میں شریک ہو۔۔

★★★★★★★★★★★

رات آہستہ آہستہ بیتی صبح کی جامی روشنی میں داخل ہو رہی تھی جب دور کہیں مسجد میں موٗذن کی آواز سنائی دی تو اس کی آنکھ کھل گئی۔اس نے پاس پڑا دوپٹہ اٹھا کر سر پر ڈالا اور اذان ختم ہونے کا انتظار کرنے لگی۔اذان ختم ہوئی تو وہ بیڈ سے اٹھی اور جوتے پہن کر اپنے کمرے سے باہر نکلی جب پہلی نظر مدھم سی روشنی میں تخت پر لیٹے وجود پر پڑی۔وہ آہستہ سے اس کے پاس آئی تو دیکھا کہ وہ بازو آنکھوں پر رکھے لیٹا تھا اور پاؤں کا انگوٹھا ہل رہا تھا کہ وہ جاگ رہا تھا۔

" آپ یہاں کیوں سو رہے ہو"اس نے دھیرے سے ہائشم کو ہلایا تو اس نے بازو آنکھوں سے ہٹائے اور پھر اٹھ کر بیٹھ گیا۔

" عمر سلطان کی شادی ہے"اس نے اپنی کنپٹی سہلائی۔دیا کو جھٹکا لگا تھا۔

" یہ کیسے ہو سکتا ہے"اس کی حیرت کم نہیں ہو رہی تھی۔

" یہ مت پوچھو کیسے ہو سکتا ہے یہ پوچھو کہ کس سے کر رہا ہے "

"کس سے کر رہا ہے؟ "

کشمالہ جہانگیر سے" یہ نام ایسا تھا کہ جو سن کر اسے ایک اور جھٹکا لگا تھا کہ ایک " وہ تھا جو اس کے لیئے سارے زمانے سے لڑ گیا تھا اور ایک وہ تھی جو چند ماہ پہلے یہاں آ کر شائستہ بیگم کو سانپ سونگھا گئی تھی تو اب وہ دونوں حیا کو تکلیف دینے کے درپر کیوں تھے۔

حیا رو رہی ہیں؟" اسے حیا کی فکر ستانی لگی تھی۔ "

وہ تڑپ رہی ہے اور بہت تڑپ رہی ہے" وہ دکھ بیان کرنے سے قاصر تھا۔ "

کچھ وقت یونہی ہی سرکا اور پھر حیا کے کمرے کا دروازہ کھلا۔ دونوں نے بیک وقت اس کی طرف دیکھا۔ ہائثم اٹھ کر باہر نکل گیا جبکہ حیا ٹونٹی کے پاس بیٹھی ہاتھوں کو دھوئے جا رہی تھی شاید وہ وضو کرنے آئی تھی اور اب بھول چکی تھی کہ کیا کرنا ہے اسے۔ دیا نے دکھ سے اسے دیکھا اور اس کے پاس آئی۔

"کب ہے عمر سلطان اور کشمالہ جہانگیر کی شادی"اس نے پوچھا۔

"کل ولیمہ ہے۔ ولیمے پر بلایا ہے مجھے اس نے"وہ ہاتھوں کو رگڑتی ہوئی بولی۔

"آپ جائیں گی؟"اس نے پوچھا

"نہیں"

"آپ جائیں گی حیا اور آپ کو جانا ہوگا حیا۔ وہ دونوں آپ کو تکلیف دینا چاہ رہے ہیں اور آپ تکلیف میں ہیں حیا۔ آپ جائیں گی آپ ہائشم کے ساتھ جائیں گی۔ پورے وقار کے ساتھ اپنے شوہر کا ہاتھ تھام کر جائیں گی اور مسکرا کر بتائیے گا کشمالہ جہانگیر کو کہ وہ جس پر اترا رہی ہے وہ اترن ہے آپ کا اور جو آپ کے ساتھ ہے وہ ازل سے آپ کا ہے۔ دنیا کو بھلا کر صرف آپ کا ہے حیا" دیا نے ٹونٹی بند کر کے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں کی گرفت میں لیئے تھے۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تم خود کو کیوں تکلیف دیتی ہو" حیا کو اس پر حیرت ہوئی جو ایک سوکن ہو کر اس سے ہائشم کو قریب کرنے کی بات کرتی تھی اور خود دور ہو جاتی تھی۔

"میں محبت میں محبوب سے زیادہ محبوب سے جڑے ہر رشتے اور شے سے محبت کرتی ہوں" وہ مسکرائی تھی۔

"بڑی ظرف والی ہو تم جو مجھ سے فقط اس لیئے محبت کرتی ہو کہ ہائشم مجھ سے محبت کرتا ہے اور میں کتنی کمظرف ہوں کہ کل رات سے کئیں بار میں نے کشمالہ جہانگیر سے نفرت کی ہے"

صبح کا جامنی اندھیرا چھٹ کر اب سرمئی روشنی میں بدلنے لگا تھا اور وہ دونوں صحن میں جائے نماز ڈالے نماز پڑھنے میں محو تھی۔ گیٹ کھلا اور ہائشم بھی مسجد سے نماز پڑھ کر لوٹ آیا تھا۔ اس کی نگاہیں حیا کے چہرے سے ٹکرائیں جہاں آنسوؤں کے

نشان تھے اور آنکھیں سوجھی ہوئی تھیں۔اس نے چاہا کہ وہ دنیا کو نیست و نابود کر کے رکھ دے۔

حیا نے سلام پھیر کر اس کی طرف ایک نگاہ ڈالی اور پھر ہاتھ دعا کے لیئے اٹھا دیئے۔ آنکھیں نم ہونے لگی تھیں۔ برابر میں رکوع کرتی حیا کی آنکھ بھی بہنے کو بے تاب ہوئی تھی۔

ہائثم جائے نماز پر حیا کے سامنے ہو کر بیٹھ گیا اور یک ٹک اسے دیکھے گیا۔ دیا نے سلام پھیرا تو اس منظر نے اس کی آنکھوں میں کانٹے چبھوئے تھے کہ یہ کتنا مکمل منظر تھا۔

دعا کرنے کے بعد وہ جائے نماز تہہ کر کے کچن کی طرف جا چکی تھی جبکہ حیا بند آنکھوں سے ابھی تک دعا مانگنے میں مشغول تھے اور ہائثم اسے دیکھنے میں۔

حیا نے دعا ختم کر کے ہاتھوں کو چہرے پر پھیرا اور کھڑی ہو گئی۔ ہائثم نے جائے نماز اٹھا کر تہہ کی اور تخت کے اوپر بنے ریک میں رکھ کر اس کا بازو تھاما اور کمرے میں لے گیا۔ اسے صوفے پر بٹھا کر خود بھی برابر میں بیٹھا اور اس کے دونوں ہاتھ تھام کر اس کا رخ اپنی طرف کیا۔

"کیا فیصلہ کیا ہے تم نے؟ "

دیا کہتی ہے مجھے جانا چاہیئے اور اتنا مظبوط ہو کر جانا چاہیئے کہ وہ دونوں ایک عرصہ اس فیز سے نکل نہ پائیں "اس نے بتایا۔

"تم کیا چاہتی ہو؟ "

میں ان کو کیا جھٹکا دوں ہائثم میں تو خود ایسے فیز میں ہوں جس سے ایک عرصہ نکل پانا ناممکن ہے اور ویسے بھی سوچا جائے تو ٹھیک کیا ہے عمر نے۔ وہ زندگی ایک میری خاطر کیوں برباد کرتا بھلا "اس کی آواز رندھ گئی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

تو طے رہا کل ہم جائیں اور ضرور جائیں گے" ہائشم نے اس کا گال تھپتھپایا تو وہ " مسکرادی اور پھر مسکراتے مسکراتے رو دی تھی اور پھر ہائشم کے سینے پر سر رکھے وہ کتنی ہی دیر بس آخری بار ناکام محبت کا سوگ مناتی رہی تھی۔

★★★★★★★★★★★

شائستہ بیگم کو دیا نے سعدیہ خانم کے گھر بھیجنے کے بعد حیا کو اپنے کمرے میں لایا اور اپنی برات کے کپڑوں میں سے ایک خوبصورت جوڑا نکالا۔ وہ جوڑا ہلکے سرخ رنگ کا تھا۔ گھٹنوں سے ذرا اوپر تک آتی فراک اور ساتھ سرخ ٹراؤزر تھا۔ کپڑوں کے اوپر خوبصورت کام ہوا تھا۔

حیا نے تو ان گزرے ماہ و سال میں سرخ پہننا چھوڑ دیا تھا تو اسے اپنے آپ پر سرخ رنگ بڑا عجیب لگا تھا لیکن دیا نے اسے پھر بھی سرخ پہنایا کہ وہ سرخ میں بڑی پیاری لگتی تھی۔ سلیقے سے دیا نے اس کے بال بنائے، اپنی جیولری پہنائی، ہاتھوں

میں چوڑیاں ڈالیں اور جب تیار کر کے اسے آئینے کے سامنے کھڑا کیا تو حیا خود کو دیکھ کر جھٹکا کھا گئی تھی کہ جو آئینے میں تھی وہ حیا تو نہیں تھی۔

"یہ آپ ہی ہو حیا جو وقت کے گرد میں اٹ گئی تھی" دیا نے اس کی حیرت نوٹ کر لی تھی اور وہ ابھی تک اپنا ایک ایک نقش چھو کر خود کو دیکھ رہی تھی۔ باہر سے ہائشم کی آواز آئی تو دیا فوراً سے باہر آئی۔ ڈریس شرٹ اور جیکٹ پہنے بالوں کو سلیقے سے جمائے وہ بھی جانے کے لیئے تیار تھا۔

"اسے نکالو اب دیا لیٹ ہو رہا ہے ہم کو" ہاشم نے گھڑی کی طرف دیکھا جو دن کے تین بجا رہی تھی۔ ہاشم اپنے کسی دوست سے گاڑی لے آیا تھا شہر جانے کے لیئے۔ دیا نے اثبات میں سر ہلایا اور حیا کو لے کر آئی اور ہائشم کی نگاہ تو پلٹنا ہی بھول گئی۔ کتنے سالوں بعد اس نے حیا کو دو رنگوں سے ہٹ کر دیکھا تھا اور وہ اتنی اچھی لگ رہی تھی کہ وہ مبہوت ہو کر رہ گیا۔ اس کے بال جوڑے میں بندھے ہوئے

WWW.NOVELSCLUBB.COM

تھے اور اطراف سے لٹیں نکلی ہوئی تھی اور دوپٹہ بازوؤں پر ڈالا ہوا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس کے پاس آیا تھا۔ حیا کو اس کی نگاہوں سے الجھن ہونے لگی تھی۔

"یہ لڑکی کون ہے دیا" اس کی لٹ کو سنوارتا وہ شرارت سے بولا تھا۔

"آپ کی حیا ہی ہے یہ یقین کرلیں اور لے کر جائیں اب آپ کو دیر نہیں ہو رہی" دیا نے حیا کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں رکھا تو وہ مسکراتا ہوا اس کا ہاتھ پکڑے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"سنیں! جب ہال میں داخل ہوں تو ہائشم کے بازو کو یوں پکڑ لیجئے گا" دیا نے حیا کا بازو ہائشم کے بازو میں ڈالا تھا۔ ہائشم نے مسکرا کر دیا کی ناک دبائی اور باہر نکل گیا اور وہ پیچھے کھڑی اپنے آنسو پونچھتے مسکرا دی کہ اس نے محبت سے قربانی دینا سیکھا تھا اور قربانی دینے والے ہمیشہ خالی ہاتھ ہی رہ جاتے ہیں۔

"تمہیں پتہ ہے کافی اچھی لگ رہی ہو تم" گاڑی سٹارٹ کرتے ہائشم نے کہا تھا۔

مجھے پتہ ہے مجھ سا بد صورت کوئی نہیں ہے" اس کے دکھ گہرے تھے فقط "مظبوط باتوں سے وہ مظبوط نہیں ہو سکتی تھی۔

ہائشم نے سر جھٹکا اور اپنی زبان کو بند ہی رکھا اور گاڑی شاکلہ کے راستوں پر بھاگنے لگی۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد ان کی گاڑی وسیع و عریض میرج ہال کے پاس رکی۔ ہاشم نے گاڑی پارک کر کے اس کی طرف کا دروازہ کھولا اور اس کی طرف ہاتھ بڑھایا جسے نظر انداز کرتی وہ خود ہی اتر گئی تھی۔ اس نے اپنی بڑھی ہوئی ہتھیلی بند کر دی۔

پارکنگ میں گاڑیوں کا جمِ غفیر جمع تھا اور مہمان آ رہے تھے۔ حیا کی آنکھیں نم ہونے لگیں تو اس نے رخ موڑ کر خود کو کمپوز کیا اور پھر جب وہ پلٹی تو اس کی آنکھوں میں کچھ بھی نہیں تھا اور چہرے پر بڑی دلکش مسکراہٹ تھی۔ ہاشم نے اس کو داد دیتی نظروں سے دیکھا۔ حیا نے آگے بڑھ کر ہاشم کا بازو تھام لیا اور پھر دونوں ایک دوسرے کے ہمقدم انٹرنس کی طرف بڑھنے لگی۔

دونوں اندر داخل ہوئے تو آنکھیں روشنیوں سے چندیا گئی تھیں۔ ہر طرف رنگ بکھرے ہوئے تھے، قہقہوں اور مسکراہٹوں کا دور تھا اور ان مسکراہٹوں کے بیچ پھولوں سے ڈھکے اسٹیج پر وہ دونوں بیٹھے تھے۔ عمر سلطان اور کشمالہ جہانگیر نہیں بلکہ عمر سلطان اور کشمالہ عمر سلطان۔

عمر سلطان پاس سجی دجی سی کھڑی اپنی بہن کی کسی بات پر مسکرا کر سر اثبات میں ہلا رہا تھا کہ نظر سامنے سے آتے ان دونوں پر پڑی تو وہ ساکت ہو گیا۔ حیا نے کمال مہارت سے مسکراہٹ کو ہونٹوں سے چپکا دیا۔ کشمالہ نے حیا کو دیکھا تو ایک پل کو گڑبڑائی دوسرے پل آنکھوں میں کچھ عجیب سا تاثر ابھرا اور تیسرے پل وہ اپنی جیت پر شادمانی سے مسکراتی ہوئی نظر آئی۔ عمر سلطان کی بہن ٹینا سلطان نے اسے دیکھا تو نفرت سے نگاہیں موڑ لیں۔ وہ سب نگاہوں کو نظر انداز کرتی ہائشم کے بازو پر گرفت مظبوط رکھے اس کے ہمقدم آگے بڑھی۔ ہائشم نے ہاتھوں میں پکڑا پھولوں

www.novelsclubb.com

کا گلدستہ ان دونوں کی طرف بڑھایا جسے کشمالہ نے مسکراتے ہوئے تھام لیا جبکہ عمر سلطان بنا پلکیں جھپکائے اسے دیکھے جا رہا تھا۔

"تم دونوں مبارکباد کے حقدار ہو۔ بنتا ہے تم دونوں کو جی کھول کر مبارکباد دی جائے آخر کو سرپرائز دیا ہے اتنا بڑا" وہ مسکرا مسکرا کر متوازن لہجے میں بولی تھی اگرچہ عمر سلطان کی طرف دیکھتے اس کی نگاہوں میں پل بھر کو ہی مگر طنز ابھرا تھا۔

"تم مبارک دے رہی ہو تو میں خوش ہو گئی ہوں ورنہ تمہیں کارڈ بھیجنے سے پہلے انشورنس کروادی تھی میں نے اپنی کہ کہیں محبت میں پاگل محبوبہ محبوب کی بیوی کی جان نہ لے ڈالے" کشمالہ ہمیشہ والا لہجہ اپنائے ہوئے تھی جو دو ماہ پہلے حیا نے یکسر بدلا ہوا پایا تھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"یہ تمہیں میرے بغل میں نظر آ رہا ہے ناں ایک شخص یہ میرا شوہر ہے اور بہت محبت کرتا ہے مجھ سے اور مجھے یہی کافی ہے۔ تم بہن ہو میری اور بہن کی چیزوں پر ڈاکہ ڈالنے کی عادت نہیں ہے میری" اس نے کوئی لحاظ نہ رکھا تھا آج۔

"ہاں بغل میں وہی شوہر کھڑا ہے ناں جو ایک اور شادی کر کے بیٹھا ہے۔ کیا کمال کی محبت ہے میری تو آنکھوں میں پانی آ گیا" کشمالہ بھی کم نہ تھی۔

"اور وہ جو تمہارے بغل میں ایک شخص بیٹھا ہے اس کے بارے میں کیا خیال ہے۔ اگر یہ محبت ہی تو بھئی کمال کی محبت ہے میری آنکھوں میں پانی آ گیا" اس نے بھی بھگو بھگو کر مارا تھا۔ کشمالہ ہونٹ بھینچ کر رہ گئی۔ حیا نے مسکرا کر سر جھٹکا اور ہائشم کا بازو تھامے واپس پلٹتے پلٹے مڑی۔

www.novelsclubb.com

"اور ہاں میری اترن رکھنے کی عادت پختہ ہو گئی ہے تم میں۔ اب میں کہہ سکتی ہوں دونوں بہنوں میں کمال کی محبت ہے" ایک اور طنز بھرا تیر چلاتے وہ ایک

طرف رکھے صوفے پر جا بیٹھی تھی اور اسٹیج پر بیٹھے دو نفوس کی حالت غیر ہو رہی تھی۔ٹینا نے کشمالہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے ریلیکس ھونے کا کہتے ہاتھ ایسے جھلایا جیسے کہہ رہی ہو دفعہ کرو۔

★★★★★★★★★★★

روشنیوں سے چمکتے ہال کے ایک کونے میں وہ ٹیبل کے گرد بیٹھی تھی اور بہت سے لوگ پلٹ کر ایک بار اس کی طرف دیکھ کر چہ مگوئی ضرور کرتے اور وہ سب سے بے نیاز ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھی تھی۔

کھانا لگ چکا تھا اور اب سب مہمان اپنی پلیٹوں میں کھانا ڈالے مصروف ہو چکے تھے۔ہائشم اس کے اپنے لیئے کھانا ڈال لایا تھا اور وہ دونوں چپ چاپ کھانے میں مصروف تھے جب کشمالہ کی چہکتی آواز اس کے کانوں میں پڑی تو اس نے پلٹ کر

دیکھا۔ کشمالہ ایک عورت کے گلے لگی ہوئی تھی۔ وہ عورت نہایت دبلی پتلی اور اسمارٹ تھی اور براؤن بال کھلے ہوئے تھے اور رنگ بہت صاف تھی۔ حیا نے پہلی ہی نظر میں پہچان لیا وہ کترینہ تھی۔ کترینہ جہانگیر۔ جہانگیر کی دوسری بیوی اور کشمالہ جہانگیر کی ماں۔ کشمالہ کی خوشی دیدنی تھی۔

ہائشم نے حیا کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو سوالیہ ہوا کہ یہ کون ہے؟ ہائشم نے اس سے پہلے اسے کبھی نہ دیکھا تھا۔

کچھ وقت مزید گزرا تو حیا نے ہاشم کو اٹھنے کا اشارہ کیا اور جانے کا کہا۔ دونوں ایک ساتھ چلتے اسٹیج تک آئے تھے۔ حیا کو دیکھ کر کترینہ جہانگیر کی آنکھوں میں ناگواری ابھری تھی۔

www.novelsclubb.com

"اوہ یہ بھی آئی ہوئی ہے" ان کے لہجے میں ناگورایت تھی جو حیا کو دیکھ کر ہمیشہ آتی تھی اور حیا کو بھی وہ بلکل پسند نہیں تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ہاں آئی ہوں میں بھی کیوں آپ کو کوئی اعتراض ہے" حیا نے گہرا سانس لیا۔

"ہاں اعتراض تو ہے بیگانی شادی میں عبداللہ بننے کی عادت گئی نہیں تمہاری" وہ مسکرا مسکرا دل جلانے کے فن سے واقف تھیں۔

"ہاں شادی بیگانی ہے لیکن شادی کے جن انتظامات پر اکڑا جا رہا ہے وہ میرے باپ کی کمائی ہے جسے اڑا رہی ہو آپ دونوں ماں بیٹی مل کر" اس نے ہال پر ایک نگاہ دہرائی جہاں ہر طرف کی زیب و آسائش پیسے کا پانی کی طرح بہنے کی گواہ تھی۔

"تم نے اس لڑکی کو بلایا کیوں ہے شادی پر" کترینہ نے غصے سے بیٹی کو دیکھا۔

"جا رہی ہوں موم اور ہاں کشمالہ جہانگیر۔۔اوہ نہیں کشمالہ عمر سلطان پھر ملاقات ہو گی ابھی چلتی ہوں" ایک تیز نگاہ عمر پر ڈال کر وہ پلٹی تھی جب کترینہ پھر سے گویا ہوئی۔

"لیکن ھم میں سے کوئی تم سے دوبارہ ملاقات نہیں کرنا چاہتا"

"موم میری پیاری موم! آپ کے چاہنے نہ چاہنے سے کیا ہوتا ہے۔اب قسمت نے ہم سب کو ایک لڑی میں پرو دیا ہے تو کہیں نہ کہیں ہم ٹکراتے ضرور رہیں گے" وہ دو سیڑھیاں عبور کرتی کترینہ کے پاس آئی "اور اگلی ملاقات وکیل کے دفتر میں ہو گی میری پراپرٹی کے پیپرز تیار رکھیۓ گا" اس کا پتھر لہجہ دونوں ماں بیٹی کو بہت زور کا لگا تھا اور پراپرٹی مانگنے پر مزید جھٹکا لگا تھا۔

"میں بیوی ہوں تمہارے باپ کی مت بھولو" کترینہ بنا مہمانوں کا لحاظ کیۓ چلائی تھیں اور اب لوگ تماشائی بنے ان کے تماشے کو دیکھ رہے تھے۔

"میں اپنا حصہ مانگ رہی ہوں موم آپ سے آپ کا حصہ نہیں اور آپ میرے باپ کی بیوی تھیں۔ میرے باپ کی موت کے بعد آپ دونوں کا میاں بیوی والا رشتہ ختم ہو گیا لیکن میرا ان کا خون کا رشتہ تھا جو کہ ہمیشہ رہنے والا ہے" وہ چبا چبا کر بولتی ان کے چھکے اڑا رہی تھی اور کترینہ تو حیران تھی کہ اتنی نرم بولنے اور ہر بات پر مسکرانے والی حیا اتنا سخت لہجہ کہاں سے لائی تھی۔

ٹکہ بھی نہیں ملے گا تمہیں لڑکی" کترینہ بیگم نے کہا۔

"اگلی ملاقات میں دیکھتے ہیں یہ سب موم" لفظ موم چبا کر کہتی وہ مسکرا کر اسٹیج سے اتری اور ہاشم کا ہاتھ تھامے اعتماد سے چلتی ہوئی نکل گئی اور پیچھے کھڑے لوگوں کی نظریں اس پر ٹکی رہ گئیں۔

★★★★★★★★★★★

وہ ہال سے نکل کر پارکنگ میں پہنچے تھے اور ابھی گاڑی میں بیٹھنے والے تھے کہ پیچھے سے آواز سنائی دی۔ اس آواز نے حیا کے قدم زنجیر کر دیئے تھے اور بھلا کیسے ہو سکتا تھا کہ وہ اس آواز کو نہ پہچانتی۔ اس آواز سے اس کے دل تک کا راستہ اب بڑا خار دار تھا یہ آواز عمر سلطان کی تھی جسے اس کی سماعتیں ساری عمر سن سکتی تھیں۔ یہ آواز دھڑکنوں کو بے قابو کرتی تھی اور اس کی دھڑکنیں بے قابو ہو گئی تھیں۔ اس نے ایک نظر ہاشم کو دیکھا جس نے گہرا سانس لیتے سر کو خم دیتے عمر سلطان کی بات سننے

کا اشارہ کیا۔اثبات میں سر ہلاتے اس نے اپنی بے قابو ہوتی دھڑکنوں پر قابو پایا اور چہرے کے تاثرات کو متوازن کرتی پلٹ کر عمر سلطان کی طرف آئی۔

"معاف کر دو مجھے حیا" کیا تھا اس کے لہجے میں جو نہ بتاتے ہوئے بھی بتانے جیسا تھا۔

"مجھ سے معافی مت مانگو۔تمہاری زندگی ہے اور کسی ایک کے لیئے زندگی کو روکا نہیں جا سکتا تھا۔میرے بعد تمہیں آگے بڑھنا تھا لیکن یہ آگے بڑھنا میری ہی بہن کے ساتھ ہو گا یہ اچھا نہیں لگا مجھے۔دل نے بہت سارے شکوک و شبہات کو جنم دیا ہے لیکن اب جو ہو گیا ہو گیا۔خوش رہو تم اپنی بیوی کے ساتھ" وہ کہہ کر مڑی اور آ کر گاڑی میں بیٹھ گئی۔عمر سلطان نے بے چینی سے بالوں میں ہاتھ پھیر کر اس طرف دیکھا تو نظر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہاشم پر پڑی تو نگاہوں میں کچھ جلا تھا۔ہاشم نے شان بے نیازی سے کندھے اچکائے اور گاڑی میں بیٹھ کر گاڑی ریورس کی اور ہال سے نکال کر باہر سڑک پر لے آیا۔

گاڑی شہر کی سڑک پر بھاگ رہی تھی اور اس میں بیٹھے دو نفوس بلکل چپ تھے اور ہائثم منتظر تھا حیا کے بولنے کا مگر وہ تو صدمے سے نکل کر آئی تھی۔

"یہ جو آج آئی تھیں یہ جہانگیر ماموں کی دوسری بیوی تھیں" ہائثم نے اس سے پہلے ان کو نہیں دیکھا تھا کیونکہ جہانگیر نے باہر کی شادی کی تھی اور پھر بیوی کو کبھی لایا نہیں تھا ساتھ۔

"ہاں یہی تھیں کترینہ جہانگیر۔ میرے باپ کی دوسری بیوی اور زندگی کی پہلی اور سب سے بڑی غلطی" اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ کتنی کوفت ہو رہی تھی حیا کو کترینہ سے۔

"یہ تو کبھی پاکستان نہیں آئیں پھر اب کیسے" ہائثم نے پوچھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"پیسہ شے ہی ایسے اسے پھینکو اور پھر تماشا دیکھو۔وہ پاکستان آئی ہے میرے باپ کی چھوڑی ہوئی ساری دھن دولت سمیٹنے جس پر اس کی بیٹی ناگن بن کر بیٹھی ہے"اس کے لہجے میں نفرت سمانے لگی تھی۔

"تو اس میں غلط کیا ہے حیا۔کترینہ بیوی تھی ماموں کی ان کا حصہ بنتا ہے ماموں کی جائیداد میں اور کشمالہ اور تم بیٹیاں ہو ماموں کی۔دونوں آدھی وارث ہو"ہاشم اس کے غصے کی وجہ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

"میں ہوں بیٹی جہانگیر خان کی کشمالہ نہیں۔وہ کترینہ کی بیٹی ہے"اس نے کوفت سے کہا تھا۔

"کیا مطلب ہے کشمالہ ماموں کی بیٹی نہیں ہے"وہ شاکڈ ہوا تھا۔

"کترینہ بابا کی کالج فیلو تھی پھر پڑھائی کے سلسلے میں لندن چلی گئی اور ایسی گئی کہ ٹھان لیا نہیں لوٹے گی اور وہیں ایک انگریز سے شادی کر لی لیکن وہ شادی کشمالہ

WWW.NOVELSCLUBB.COM

کی پیدائش پر ختم ہو گئی تھی اور تب بابا کو ملی۔ پرانی دوست تھی اور غمگیں بھی۔ بابا کی ماں کی ڈیتھ کے بعد ٹوٹ سے گئے تھے تو دونوں نے ایک دوسرے کو سہارا دینے کا سوچا اور شادی کر لی۔ بابا نے کشمالہ کو اپنا نام دیا اور اپنی بیٹی بنا دیا لیکن وہ بابا کی بیٹی نہیں ہے" یہ بہت بڑا انکشاف تھا جس کے بارے میں ہائشم نہیں جانتا تھا اور اب جان کر شاکڈ اور حیران ہوا تھا۔

"اوہ مجھے یہ سب نہیں پتہ تھا اور تم کیا سچ میں کیس کروں گی ان دونوں پر"
ہائشم نے پوچھا۔

"گھی سیدھی انگلی سے نہ نکلا تو کیا کروں انگلی ٹیڑھی کرنی پڑے گی۔ تم یہ سب چھوڑو یہ بتاؤ دیا کے لیئے کیا سوچ رکھا ہے تم نے" اس نے بات بدل کر دیا کے دکھ کو بیان کیا کہ اب تو مداوا ہونا چاہیئے اس کے دکھ کا۔

"کیا مطلب کیا سوچا ہے" گاڑی گاؤں کے رستے پر ڈالتے اس نے پوچھا۔

"وہ منتظر ہے تمہاری۔کچھ حقوق بنتے ہیں تمہارے اس کی طرف۔ان میں کوتاہی مت کرو۔کوئی آپ سے محبت کرے تو اسے حق دو کہ وہ آپ سے محبت کرے" حیا نے اسے سمجھانا چاہا تھا۔

"میں بھی تو تم سے محبت کا طلب گار ہوں پھر" وہ اپنا کاسہ لیئے خاضر ہوا۔

"میں صاف بات کروں گی ھائشم۔جب تک میری سانس چلے گی،دل میں دھڑکن رہے گی۔اس دھڑکن پر صرف عمر سلطان کا نام ہو گا اور ہم دونوں چاہ بھی لیں تو ایک ساتھ نہیں ہو سکتے اس بات کو جتنا جلدی ہو سکے مان لو" حیا نے دوٹوک انداز میں کہا تھا۔وہ گہری سانس لے کر رہ گیا۔

باقی کا سارا رستہ دونوں میں خاموشی چھائی رہی تھی۔گاڑی نوید ہاؤس کے سامنے رکی۔

"تم جاؤ میں گاڑی دے کر آتا ہوں" اس نے کہا اور گاڑی آگے بڑھا لے گیا۔

وہ نوید ہاؤس کے گیٹ سے اندر داخل ہوئی تو تخت پر بیٹھی شائستہ بیگم کی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے اور پھر اس کے چاندنی جیسے روپ اور سرخ جوڑے کو دیکھ کر وہ جل بھن گئی تھیں۔

"ڈائن میرا ایک بیٹا کھا کر آرام نہیں جو دوسرے کے پیچھے بھی پڑی ہے۔ میرے بیٹے کو سفید کفن پہنا کر خود سرخ جوڑے میں دلہن بنے کھڑی ہو۔ خدا غارت کرے گا تمہیں بے حیا لڑکی" شائستہ بیگم تو پھٹ پڑی تھیں اور پھر وہ کتنی ہی دیر گالیاں بکتی رہیں اور وہ کان لپیٹے اپنے کمرے کے دروازے کی کنڈھی چڑھا کر کارپٹ پر اوندھی لیٹی روتی رہی تھی۔

★★★★★★★★★★★

www.novelsclubb.com

"وہ روئی تو نہیں اسے کسی اور کے ساتھ دیکھ کر" وہ گاڑی دوست کو واپس کر کے آیا تو دیکھا حیا نے کمرے کا دروازہ بند کر رکھا ہے اور ماں باہر تخت پر لیٹی ہوئی ہیں۔ مجبوراً اسے دیا کے کمرے میں آنا پڑا اور ابھی وہ فریش ہو کر آیا تھا کہ دیا اس

کے لیئے گرما گرم چائے لے آئی جو پیتے اسے توانائی ملی تھی کہ اس عزت کا وہ عادی نہیں تھا جو دیا دیتی تھی وہ تو عادی تھا حیا کے ہاتھوں بار بار دھتکارنے کا۔

"نہیں بہت ڈھیٹ ہیں حیا اور عمر دونوں۔ کمبخت حیا کو رخصت ہوتا دیکھ کر نہیں رویا تھا اور حیا اسے کسی اور کے پہلو میں کسی اور کے ساتھ دیکھ کر مسکرا دی تھی" چائے کا گھونٹ بھرتے وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

"اب تو اس کی ہر آس ختم ہو چکی ہے۔ آپ اس کے ساتھ زندگی میں آگے بڑھ سکتے ہو" دیا اس کے پہلو میں آ بیٹھی تھی کہ آج وہ اس کے ساتھ تھا اس کے پاس تھا اس سے بڑھ کر اچھی بات کیا ہو سکتی تھی۔

"آس ختم ہوئی ہے محبت تو نہیں اور ہائشم نوید اور حیا جہانگیر کبھی ساتھ نہیں ہو سکتے باوجود اس کے بھی کہ میں بہت محبت کرتا ہوں اس سے لیکن نہ وہ میری وجہ سے کھوئے ہوئے عمر سلطان کو بھلا سکتی ہے اور نہ میں اس کی وجہ سے کھوئے ارحم

نوید کو بھلا سکتا ہوں اور آج بھی اس نے صاف الفاظ میں کہا ہے وہ جب تک عمر سلطان کو نہیں بھلا دیتی وہ کسی رشتے میں آگے نہیں بڑھنا چاہتی اور جب تک سانس ہے وہ عمر سلطان کو نہیں بھلائے گی" اس نے گرم گرم چائے کا گھونٹ بھرا تو اندر تک جل کر رہ گیا مگر یہ جلنا روز کے جلنے سے کم تکلیف دہ تھا۔ دیا نے سر جھٹک کر آسمان کو دیکھا کہ یہ دونوں لوگ بڑے عجیب تھے اپنے لیئے خود تکلیف کا سامان کر کے پھر مرہم تلاش کرتے پھرتے تھے اور مرہم بھی نمک میں تلاش کرتے تھے۔

"آپ دونوں کیوں تکلیف دے رہے ہو خود کو پھر۔ فیصلہ کرو اور اذیت سے نجات پاؤ" دیا نے کہا۔

www.novelsclubb.com

"فیصلہ سنایا ہے ناں اس نے کہتی ہے تم دیا کے ساتھ زندگی میں آگے بڑھ جاؤ حیا جہانگیر تمہیں نہیں ملے گی" اس کی آنکھ سے آنسو نکلا تھا۔ وہ آنسو جو لاکھ

کوششوں کے بعد بھی محبت حاصل نہیں کر پایا تھا۔ دیا نے اس کے بہتے آنسو دیکھے تو خود بھی رو دی تھی۔ محبت رلا رہی تھی، محبت ذلیل کروا رہی تھی سب کو۔

دیا نے ہاشم کا سر ہولے سے اپنے کندھے پر رکھا اور پھر اس کے ہر آنسو کی ڈھارس بن گئی وہ۔۔

★★★★★★★★★★★

کشمالہ جہانگیر اور عمر سلطان کی شادی کو ایک ہفتہ گزر چکا تھا اور آج کشمالہ اپنی ماں کترینہ جہانگیر کے ساتھ آفس میں موجود تھی۔ جہانگیر کی کروڑوں کی جائیداد جس پر وہ دونوں قابض ہو گئی تھیں اور کسی صورت حیا کو اس کا حصہ دینے کو تیار نہیں تھیں جو کہ اچھا خاصا بنتا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھیں اسی متعلق بات کر رہی تھیں جب دروازہ دھڑام سے کھلا اور وہ اندر داخل ہوئی۔ اس کا لباس حسبِ توقع سفید تھا اور بال پونی میں مقید

تھے۔دوپٹہ گلے میں ڈالا ہوا تھا۔اس کے پیچھے پیچھے ہائثم بھی آفس میں داخل ہوا تھا۔

دونوں ماں بیٹی نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"یہ رہے پیپرز۔میرے حصے کی وہ تمام پراپرٹی مجھے چاہیئے جو آپ دونوں ماں بیٹی اپنے نام کر کے بیٹھی ہو" اس نے سیاہ رنگ کی فائل ٹیبل پر پٹخی۔

"تمہارا کوئی حصہ نہیں ہے اس پراپرٹی میں" کشمالہ نے دانت رگڑتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا حصہ ہے یہ سارا۔شکر مناؤ صرف اپنا حصہ مانگ رہی ہوں ورنہ تمہارا میرے باپ کی جائیداد میں کوئی حصہ نہیں بنتا" حیا نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے اسی کے انداز میں کہا تھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تمہارا باپ خود ساری جائیداد میرے اور میری بیٹی کے نام کر کے مرا ہے اور اس کی وصیت میں بھی یہی لکھا ہے" کترینہ اب میدان میں اتری تھی۔

"میرے ہی باپ میرے سوا سب کے نام جائیداد کی ہے۔اسٹرینج ھے ناں" وہ ہنسی۔

"اب تمہارے باپ کو تم پر اعتبار نہیں تھا اس لیئے اور ٹھیک ہی اعتبار نہیں تھا۔ اس کے مرتے ہی کر دیا ناں کانڈ۔مار دیا ایک انسان کو" کترینہ نے اس کے زخم ادھیڑنے چاہے۔کشمالہ نے ایک دم ہائشم کی طرف دیکھا جو نگاہیں جھکاتا ایک گہری سانس لے کر رہ گیا۔

"میں کسی کی قاتل ہوں یا نہیں اس کے لیئے مجھے تم دونوں کو صفائی دینے کی ضرورت نہیں ہے اور رہی میرے حصے کی بات تو وہ میں لے کر رہوں گی۔ عدالت میں نہ گھسیٹا میں نے تم ماں بیٹی کو تو میں بھی حیا جہانگیر نہیں" وہ غصے سے

کہتی آفس سے نکلتی چلی گئی اس کے پیچھے ہی ہاشم بھی نکلا تھا۔دونوں ماں بیٹی نے کھا جانے والی نظروں سے ان دونوں کو جاتے دیکھا اور دانت پیستی بیٹھ گئیں۔

"اس حیا کا کچھ کرنا ہو گا۔اتنا کچھ ہو گیا اکڑ اس کی ختم نہیں ہوئی بلکہ ذیادہ ہو گئی ہے" کترینہ بیگم غصے سے بل کھا کر رہ گئی تھیں۔انہیں حیا کا رویہ ہضم نہیں ہو رہا تھا کہاں وہ اس کی ہر دھتکار پر بھی موم موم کرتی پھرتی تھی اور آج طرزِ تم اور تو پر آ گیا۔

"آپ فکر نہ کرو موم۔ حکم کا اکا میرے ہاتھ میں ہے۔میں جو چاہوں گی اسے کرنا ہو گا اور وہ کرے گا اور اس حیا کو بھی اس کی بات ماننی پڑے گی۔وہ ایک حکم کا اکا جسے اسی دن کے واسطے بچا کر رکھا تھا۔اس حیا کے پر میں کاٹوں گی اب" انگلیاں مڑوڑتے وہ کچھ سوچتی مسکرائی تھی۔اس کے شیطانی دماغ میں چلتا خطرناک منصوبہ اس کی مسکراہٹ سے واضح تھا۔

★★★★★★★★★★★

WWW.NOVELSCLUBB.COM

آج آسمان پر پورا چاند چمک رہا تھا اور وہ اس چمکتے چاند کی روشنی میں صحن میں رکھے پتھر پر بیٹھا تھا جب وہ اس کے ساتھ آکر بیٹھ گئی۔

" دیا سو گئی ہے۔ تم سوئے نہیں ابھی تک "

" نیند نہیں آرہی تھی تو یہاں آکر بیٹھ گیا۔ تم کیوں نہیں سوئی "اس نے مسکرا کر پوچھا۔

" مجھے بھی نیند نہیں آرہی تھی "اس کی مسکراہٹ کے جواب میں وہ بھی مسکرائی تھی۔

" اگلے ہفتے جا رہا ہوں میں "اس نے بتایا۔

www.novelsclubb.com

" تم مجھ سے محبت کرتے ہو "اس نے پوچھا

" ہوں بہت بہت زیادہ "ہائشم نے دھیما سا کہا۔

"باوجود اس کے کہ مجھ پر تمہارے بھائی کا قتل ثابت ہوا ہے" اس کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"ہاں باوجود اس کے بہت محبت کرتا ہوں میں تم سے" اس نے اقرار کیا جو ہر وقت اس کی آنکھیں کرتی تھیں۔

"تمہارے ساتھ زندگی کا نیا سفر شروع کرنے میں مجھے کوئی اعتراض نہیں" اس نے مسکرا کر کہا تو اس پر حیرت کا پہاڑ ٹوٹا تھا۔

"تمہاری طبیعت ٹھیک ہے" اسے لگا شاید وہ بیمار ہے تبھی یہ سب کہہ رہی ہے۔

"طبیعت ٹھیک ہے میری۔ بس دو دن دو تیسرے دن حیا جہانگیر تمہارے لیئے دلہن بنے گی۔ سفید اور سیاہ کو زندگی سے نکال کر حیا جہانگیر حیا ہاشم نوید بننے کو تیار

ہے"وہ کہہ کر چلی گئی تھی اور وہ خوشی کی کیفیت میں حیران سا وہاں بیٹھا رہا کہ یہ کوئی خواب تو نہیں۔

★★★★★★★★★★★

وہ صوفے پر بیٹھی پاؤں جھلا رہی تھی کیونکہ اتنی دیر ہو گئی تھی اور وہ اب تک نہیں لوٹا تھا۔اس نے ایک نظر موبائل کو دیکھا اور اٹھ کر ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

بلیو پینٹ پر سفید ڈریس شرٹ اور بلیو کوٹ پہنے، کندھے تک آتے بالوں کو ایک ادا سے جھٹکتے وہ کسی کو بھی گھائل کرنے کی تمام خصوصیات رکھتی تھی۔اس کے ہونٹوں پر جیت کی مسکراہٹ تھی وہ جیت جس سے زیادہ خوشی اسے حیا کی ہار کی تھی۔اپنے عکس کو دیکھتے اسے اپنے یقین پر بے انتہا یقین ہوا کہ وہ دلوں پر حکمرانی کرنے آئی ہے۔

دروازہ کھلا اور وہ اندر داخل ہوا۔ بالوں کو جھٹکتے کشمالہ نے ایک نظر اس آنے والے پر ڈالی اور مسکرائی۔ اس کی مسکراہٹ میں غرور تھا۔

"بڑی دیر کر دی مہرباں آتے آتے" وہ ایک ادا سے چلتی بیڈ پر ڈھے گئی۔ اس نظریں چھت پر چلتے پنکھے سے ہوتیں اس شخص تک گئیں جو سپاٹ چہرہ لیئے کھڑا تھا۔

"اوہ میرے حکم کے اکّے" وہ مسکرا کر چلتی ہوئی اس کے پاس آئی اور گال پر ہاتھ رکھا جسے سامنے والے نے بے دردی سے جھٹک دیا۔

"اوہ حکم کے اکے کو غصہ آگیا" اس کا ہر انداز سامنے والے کو اریٹیٹ کر رہا تھا۔

"چلو بہت ہو گیا لاڈ۔ اب سیرئس بات کرتے ہیں تو بات یہ ہے کہ تم میرے حکم کے اکے ہو وہ اکا جس کی کبھی بھی ضرورت پڑ سکتی تھی اور لو آج پڑ گئی" وہ سنجیدہ ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"جو بات کرنی ھے سیدھی طرح کہو"اس کی گھمبیر آواز میں بلا کی سنجیدگی تھی۔

"حیا جہانگیر وہ اڑیل گھوڑی ہے جسے نکیل تم ڈال سکتے ہو کیونکہ تم وہ واحد انسان ہو جس کی وہ سنے گی"کشمالہ نے کہا۔

"میری وجہ سے اس نے اتنی تکلیفیں سہی ہیں۔وہ کیوں میری بات مانے گی"اس کی گھمبیر آواز پھر سے کمرے میں گونجی۔

"وہ مانے گی اور صرف تمہاری بات مانے گی اور اب تم یہ کیسے کرو گے یہ تم جانو"اس نے کمال بے نیازی سے کہا۔

"میں اب مزید کچھ بھی نہیں کروں گا سن لو تم"وہ ٹھوس لہجے میں گویا ہوا۔

کشمالہ کی آنکھوں میں غصہ چمکا تھا۔وہ ایک جھٹکے سے پلٹی اور پھر اگلے ہی پلٹی اور پھر اگلے ہی پل اس کی کہر برساتی آنکھوں میں مسکراہٹ چمکنے لگی۔

اس نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا اور ٹیبل پر پڑا اپنا موبائل اٹھا کر کچھ دیر اس میں لگی رہی اور پھر ایک ویڈیو پلے کر کے موبائل اس کے سامنے کیا۔

سامنے والے کی نگاہوں میں ڈر اور خوف ابھرا۔

"ایسے ہی تو نہیں کہتی تمہیں حکم کا اکا۔ یہ ایک آخری کام ہے وہ کرو پھر تمہارے میرے راستے جدا جدا۔ حیا کے باپ کی دولت پر راج کروں گی میں"

سیٹی بجاتے ہوئے وہ بولی۔

"کیا کرنا ہوگا مجھے" سامنے والا اب مجبور نظر آنے لگا تھا۔

"حیا کو کہو وہ میرا پیچھا چھوڑ دے اور چھوڑنے کو تیار نہ ہو تو مار ڈالو اسے

www.novelsclubb.com

اور---------------------"

"اے چپ! محبت کرتا ہوں میں اس سے" وہ اتنی زور سے چلایا کہ ایک پل کو کشمالہ کا دل دہل گیا تھا مگر اگلے ہی لمحے اس نے خود کو سنبھال لیا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"محبت تو میں بھی کرتی ہوں، محبت حیا بھی کرتی ہے، محبت ارحم بھی کرتا تھا۔

ارے سب کرتے ہیں محبت لیکن جس سے محبت کریں وہ جیئے یہ ضروری تو نہیں اور ویسے بھی اس محبت کا کیا کرنا جو مل نہ سکے اور حیا تو تمہیں نہیں مل سکتی۔ یاد نہیں ہے تمہاری شادی ہو گئی ہے" کشمالہ ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر صوفے پر بیٹھ گئی۔

"کچھ بھی ہو میں اسے مار نہیں سکتا۔ بہت محبت کرتا ہوں میں اس سے" وہ محبت کے قتل سے انکاری تھا۔

"جہانگیر یاد ہے ناں تمہیں۔ میرا اور حیا کا باپ۔ بھلے وہ میرا بائیولوجیکل باپ نہیں تھا لیکن بڑی محبت کرتا تھا مجھ سے اور میں بھی بڑی محبت کرتی تھی لیکن مار دیا ناں اسے پھر بھی۔ جس سے محبت کرتے ہیں زیادہ تنگ کرے تو اسے مارنا پڑتا ہے" وہ غصے کی شدت سے چلائی تھی۔

"کیا۔۔۔ تم نے۔۔۔۔۔" وہ بول نہیں پایا تھا۔

"ہاں میں نے اور میری ماں نے مار ڈالا۔ بہت تنگ کرنے لگ گیا تھا۔ یہ نہ کرو وہ نہ کرو۔ یہ نہ پہنو وہ نہ پہنو۔ نشہ مت کرو، پارٹیز مت کرو لیکن میں نے برداشت کیا لیکن اس دن حد ہو گئی جب اس نے وصیت تیار کروائی اور ساری جائیداد حیا کے نام کر دی۔ بس پھر کیا تھا مار ڈالا اسے۔ اس جیسے شخص کو مر جانا ہی چاہیئے تھا" اس کی آنکھوں سے درندگی ٹپکنے لگی تھی جس نے اسے انتہائی بد صورت بنا دیا تھا۔

"لیکن میں حیا کو نہیں ماروں گا" اس کا فیصلہ اٹل تھا۔

"پھر سب کو بتاؤں گی کہ تم نے ارحم نوید کو مارا ہے۔ تم ہو اس ارحم نوید کے قاتل جس کی موت کی سزا حیا جہانگیر بھگت رہی ہے اور میرے پاس تمام ثبوت بھی موجود ہیں اور بس یہ ایک ویڈیو ہی کافی ہے ثبوت کے طور پر اور پھر تمہارا کھیل ختم" اس نے بلیک میلنگ سٹارٹ کر دی تھی۔

"بلیک میل کرو گی اب مجھے" اس کا لہجہ عجیب ہوا۔

"حیا جہانگیر کو مار ڈالو تو پھر نہیں کروں گی لیکن اگر تم نے میری بات نہ مانی تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

کشمالہ کی بات منہ میں ہی رہ گئی کہ اس شخص نے پھرتی سے اسے گردن سے دبوچ لیا۔

"تم مر جاؤ گی تو کون سا ثبوت کشمالہ جہانگیر اور تم جیسی کو مر جانا ہی چاہیئے"

کشمالہ کھانستی رہی اور پھر التجا بھی کر ڈالی لیکن اس شخص نے اس کی گردن تب تک نہ چھوڑی جب تک روح نے کشمالہ جہانگیر کا جسم نہیں چھوڑ دیا۔

اس نے کشمالہ کا بے جان وجود فرش پر پٹخا اور اس کا موبائل اٹھا کر ویڈیو ڈیلیٹ کرنے کے بعد اپنے حواس قابو کیئے اور وہاں سے نکل گیا اور پیچھے فرش پر کھلی بے جان آنکھوں والی حسین لڑکی بے جان پڑی تھی اور عکس سے جھانکتا اس کا حسن مسکرا دیا۔

وہ حسین ترین اور امیر ترین ہو کر بھی مر گئی تھی۔

★★★★★★★★★★★

کشمالہ مر گئی۔۔۔کشمالہ جہانگیر مر گئی۔۔کشمالہ عمر سلطان مر گئی۔۔۔

یہ خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی۔کشمالہ جہانگیر جو خود موت تھی اسے موت لے گئی۔

حیا نے سنا تو بے اختیار دروازے کا سہارا خود کو گرنے سے بچایا تھا۔

وہ کیسے مر گئی ہائشم۔۔وہ تو بلکل ٹھیک تھی'' اسے یقین نہیں آرہا تھا۔وہ دونوں مقابلے پر تھیں لیکن حیا کو یاد تھا وہ ہر پل جب ننھی کشمالہ کا ہاتھ پکڑ کر وہ اسے سڑک پر لے جاتی۔اس کے لیئے فیڈر بناتی اور اس کے ساتھ کھیلتی تھی۔وہ تو بڑے ہونے کے ساتھ ساتھ کترینہ نے اسے سر تا پیر نفرت بنا دیا تھا لیکن حیا نے اسے بہن مان کر اس کا ساتھ دیا تھا اور آج اس کا جانا اسے تکلیف دے رہا تھا۔

"کسی نے قتل کر دیا ہے اس کا" بتانے والے کا انداز خود بے یقینوں جیسا تھا۔

"آپ کو جانا چاہیئے حیا۔ وہ بہن تھی آپ کی" دیا نہ بھی کہتی تو وہ تب بھی جاتی جیسی بھی تھی بہن تھی اس کی۔

سفید سوگ زدہ لباس تو تھا تن پر اور کیا چاہیئے تھا۔ وہ شہر آ گئی۔ کشمالہ کی میت جہانگیر مینشن میں تھی۔ اسے دیکھتے ہی کترینہ جہانگیر زخمی شیرنی کی طرح اس پر چھپٹی تھیں کہ عمر سلطان نے بروقت آگے بڑھ کر اسے ان سے بچایا تھا۔

"ان دونوں نے مل کر مارا ہے میری بیٹی کو۔ یہ دونوں قاتل ہیں میری کشمالہ کے۔۔ مل گیا تمہیں اب عمر۔ اسی لیئے تم نے مارا ہے ناں میری کشمالہ کو۔ خدا تمہیں غارت کرے حیا" وہ چیخ رہی تھیں۔ چلا رہی تھیں۔ اسے بد عائیں دے رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اس شخص نے مارا ہے میری بیٹی کو۔ خوش نہیں تھا یہ۔ اس حیا سے شادی کرنا چاہتا تھا اس لیے مار ڈالا میر کشمالہ کو۔۔ مار ڈالا میری کشمالہ کو" وہ روتے روتے نیچے بیٹھتی چلی گئیں۔

"میں کیوں ماروں گی کشمالہ کو وہ میری بہن تھی موم" وہ ان کو دلاسہ دینے پاس آئی تھی لیکن اتنی زور سے دھکا دے کر خود سے دور کیا کہ وہ اندر تک ہل گئی تھی۔

"نہیں تھی وہ تمہاری بہن۔ اس لیئے مار ڈالا تم نے۔ اپنی بہن ہوتی تو نہ مارتی تم" ان کو کوسنے چیخ و پکار سب جاری تھا اور اسی چیخ و پکار میں اسے دفنانے کے لیئے لے جایا گیا۔

www.novelsclubb.com

اس کے بعد وہ بھی لوٹ کر ہاشم کے ساتھ گاؤں آ گئی تھی۔ کترینہ جہانگیر اسے ایک منٹ بھی اپنے آس پاس برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

★★★★★★★★★★★

"اے لڑکی! دیا میں اور کہیں باہر جا رہے ہیں۔ذرا سوگ سے نکل کر ہوش و حواس میں گھر کی رکھوالی کر لینا" وہ تخت پر گم صم سی بیٹھی تھی جب شائستہ بیگم کی پاٹ دار آواز اس کی سماعتوں میں گونجی۔

"حیا گیٹ بند کر دیجئے گا میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے مامی مجھے ہسپتال لے کر جا رہی ہیں" دیا ہمیشہ کی طرح مدھم سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی تھی۔حیا نے بھی مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا اور ان کے جانے کے بعد گیٹ بند کر کے اپنے کمرے میں آ گئی اور صوفے پر نیم دراز ہو گئی۔ذہن ایک بار پھر کشمالہ کی طرف چلا گیا۔

کشمالہ کو مرے ایک ہفتہ ہو گیا تھا لیکن وہ چاہ کر بھی اس صدمے سے باہر نہیں آ پا رہی تھی۔وہ چھ سال کی تھی جب کترینہ تین سالہ کشمالہ کو لے کر آئی تھی اور جہانگیر نے بتایا تھا کشمالہ اور حیا دونوں بہنیں ہیں اور حیا نے مان لیا وہ کشمالہ کی بڑی بہن ہے اور بڑی بہن ماں جیسی ہوتی ہے۔اس نے ہر طرح سے اس کا خیال رکھا تھا

اور پھر حیا کو اس کی عادت ہو گئی۔ وہ سچ مچ اسے اپنی بہن سمجھنے لگی تھی اور کترینہ کو اپنی ماں لیکن پھر وہ کشمالہ جو اس کے بغیر نہیں رہ سکتی تھی جیسے جیسے بڑی ہوتی گئی اس سے دور ہوتی گئی اور اس میں سب سے بڑا ہاتھ کترینہ جہانگیر کا تھا اور پھر ایک وقت وہ آیا جب کشمالہ نے رو دھو کر ایموشنل بلیک میل کر کے ارحم کی موت کے بدلے اسے اپنا سب کچھ تیاگ دینے کو کہا اور حیا نے ایسا کیا کہ وہ نہیں چاہتی تھی اس کی وجہ سے کشمالہ کا فیوچر بھی تباہ ہو جائے۔ لوگ دیکھ کر کہیں دیکھو یہ اس حیا کی بہن ہے جسے جیل ہو گئی۔

اسے کشمالہ سے جڑا ہر پل شدت سے یاد آ رہا تھا اور وہ سوچ سوچ کر ہلکان ہو رہی تھی کہ جانے وہ کون ہے جو پہلے ارحم کو مار گیا اور اب کشمالہ کو۔ اس پر خوف چھانے لگا تھا۔

اسے وہ دن بھی یاد تھے جب سات دن تک وہ ارحم کی گمشدگی پر روتی ہوئی پھپھو کو سنبھالتی رہی اور آٹھویں دن اسے فون آیا۔ فون پر ارحم تھا جس نے اسے شہر میں

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

کسی فیکٹری میں بلایا تھا اور کہا تھا وہ اکیلی آئے ورنہ وہ ہمیشہ کے لیئے روپوش ہو جائے گا اور اس نے سات دن گاؤں میں شائستہ پھپھو کی حالت بھی دیکھی تھی اور اپنے کام کے سلسلے میں اسلام آباد گئے ہائثم کی سسکیاں بھی فون پر سنی تھیں۔ وہ کسی طرح بھی ارحم کو پھر سے گم ہونے نہیں دے سکتی تھی اسی لیئے اکیلے چلی آئی تھی اور جب اس کی گاڑی فیکٹری میں داخل ہوئی تو تب تک اس کی ساری ہمت جواب دے چکی تھی۔ وہ ڈرپوک نہیں تھی مگر نازک تھی۔ پہلے جہانگیر اور پھر عمر سلطان نے اس کے ناز نخرے اس قدر اٹھائے تھے کہ وہ ڈرتی تھی۔

فیکٹری میں جگہ جگہ میٹیریئل اور لکڑیاں بکھری پڑی تھیں جیسے سالوں پہلے کنسٹرکشن کا کام روکا ہو اور پھر کرنا بھول گئے ہوں۔ وہ سیڑھیاں چڑھتی جب اوپر پہنچی تب تک اس کی سانس پھول چکی تھی اور جو اس نے دیکھا اس کی ٹانگیں کانپنے لگی۔ سامنے ہی بجری کی ڈھیر کے پاس کوئی کراہ رہا تھا اور اس کے ارد گرد خون ہی خون تھا۔ وہ بمشکل گرتی پڑتی اس کے پاس پہنچی تو دیکھا وہ خون میں لت پت شخص

www.novelsclubb.com

ارحم تھا۔اس کے منہ سے چیخیں نکلی تھی اور آنکھیں حیرت و بے یقینی سے پھٹ گئی تھیں۔

"حیییییییییی حیا"ارحم مرا نہیں تھا وہ ہوش میں تھا۔اس نے حیا کو پکارا تھا۔

حیا ہونٹوں پر زبان پھیرتی گھٹنوں کے بل اس کے پاس بیٹھ گئی۔وہ تکلیف میں تھا اور اس کی تکلیف دیکھ کر وہ شدت سے رو دی تھی۔

"تمہیں کچھ نہیں ہو گا ارحم۔۔ تمہیں کچھ نہیں ہو گا" وہ روتے ہوئے بمشکل بولی تھی اور پھر اس کے پیٹ میں اندر تک اترے خنجر کو نکالنے کی کوشش کرنے لگی۔ارحم درد سے کراہ رہا تھا کہ خنجر بہت اندر تک بڑی بے دردی سے مارا گیا تھا جسے وہ نازک کی لڑکی نکال نہیں پا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"دددددددددوررررررہنا ہووووووہو گا۔ددددددددورررررر ہنا" جججججججانا۔ ممممم مجججج مجھے

آآآآآآ" تمام الفاظ ادھورے رہ گئے، چیتاونی ادھوری رہ گئی اور ارحم چلا گیا۔

سانسیں ختم ہو گئیں اور سر ایک طرف کو ڈھلک گیا۔

"ار مممممممممم" ایک جھٹکے سے وہ اس کے پیٹ سے خنجر نکالنے میں کامیاب ہو

گئی تھی لیکن ارحم جا چکا تھا۔ حیا کی چیخیں پوری بلڈنگ میں گونجنے لگیں اور اسی

وقت سیڑھیوں سے بہت سے لوگوں کے قدموں کی آواز آئی اور پھر حیا نے دیکھا

وہ بہت سے باوردی پولیس والے تھے۔ اس نے کچھ کہنے کے لیئے منہ کھولنا چاہا تھا

کہ کسی آفیسر نے اسے اریسٹ کرنے کا حکم سنایا۔ اس کی آنکھوں میں بے یقینی سی

ابھری۔ خون آلود خنجر اس کے ہاتھ میں تھا۔ اس کے کپڑوں پر خون لگ چکا تھا اور

اس کی گاڑی نیچے کھڑی تھی۔

اتنے دنوں بعد ارحم کا فون آج آن ہوا تھا اور لوکیشن ملتے ہی پولیس گمشدہ ارحم کو

ڈھونڈنے نکلی تھی لیکن اب مردہ ارحم ملا تھا اور قاتلہ حیا جہانگیر ملی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اسے اریسٹ کر دیا گیا۔ارحم کے فون میں مرنے سے پہلے آخری کال بھی حیا کی تھی۔ہر طرح سے حیا پھنس چکی تھی۔کیس عدالت میں چلا اور قریب تھا کہ کیس کا فیصلہ آر یا پار آجاتا شائستہ بیگم نے صلح کر لی اس شرط پر کہ ہاشم اور اس کا نکاح ہو گا اور پھر نکاح ہو بھی گیا۔زندگی ایک دم بدل گئی۔اسے حوالات سے نکال کر ایک اور جیل میں لا کر پٹخ دیا گیا۔

اس کی ماضی کا یہ قصہ اتنا بھیانک تھا کہ وہ جب بھی سوچتی تھی خوف سے کانپ جاتی تھی اور آج بھی کشمالہ کی موت کے خیال سے شروع ہوتا ہر خیال جب میں ماضی میں گزرے اس واقعے کی طرف گیا تھا وہ رو پڑی تھی۔اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے۔

www.novelsclubb.com

وہ صوفے پر سکڑی کانپنے لگی تھی کہ نظر گھڑی پر پڑی۔دیا اور شائستہ بیگم ابھی تک نہیں لوٹی تھیں۔

وہ اٹھ کر باہر صحن میں چلی آئی تھی۔کچھ دیر مزید گزری تو وہ کچن سے اپنے لیئے چائے بنا کر لے آئی۔چائے بھی ختم ہو گئی مگر وہ دونوں نہیں آئی اور نہ ہی ہائشم کا کچھ پتہ تھا۔وہ یوں ہی ادھر ادھر چلنے لگی۔

وہ بے چینی سے صحن میں چکر کاٹ رہی تھی۔وقت تیزی سے گزرتا صبح سے دوپہر میں بدل گیا تھا۔دیا کی صبح طبیعت خراب تھی تو شائستہ بیگم اسے ہسپتال لے گئی تھیں اور ابھی تک وہ دونوں واپس نہیں آئی تھیں۔حیا کو دونوں کی فکر ہونے لگی تھی۔اس نے تخت پر پڑا اپنا دوپٹہ اٹھا کر ڈالا اور گیٹ سے باہر نکل آئی۔ابھی وہ گیٹ کو تالا ہی لگا رہی تھی کہ شائستہ بیگم اور دیا گلی کے نکڑ سے آتی اسے نظر آئیں۔ اس نے سکون کا سانس لیا اور دروازہ کھول کر واپس اندر چلی آئی۔

www.novelsclubb.com

دو منٹ بعد شائستہ بیگم اور دیا اندر آئیں تو دونوں کے چہرے دمک رہے تھے اور شائستہ بیگم کے ہاتھ میں مٹھائی کا ٹوکرا بھی تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کہاں رہ گئی تھی دیا! میں پریشان ہو گئی تھی۔سب خیریت ہے ناں "

منحوسوں کے کلیجے میں تو آگ لگے گی جب پتہ لگے گا کہ میرے گھر خوشی "

آنے والی ہے۔ خیر سے دیا مجھے دادی بنانے والی ہے" ان کا انداز اور لہجہ تپا دینے والا

تھا۔دیا نے گھبرا کر حیا کے چہرے کی طرف دیکھا کہ اب اس کا ردِ عمل کیا ہو گا۔

دیا پھپھو کیا کہہ رہی ہیں۔سچ میں تم ماں بننے والی ہو" حیا نے سنجیدہ لہجے میں "

پوچھا تو کنفیوز سی دیا نے اثبات میں سر ہلایا۔شائستہ بیگم حیا کی کیفیات دیکھنے کے

لیئے مزے سے کھڑی تھیں۔

اوہ مائے گاڈ! یہ تو بہت بڑی خوش خبری ہے اور آپ نے مٹھائی سجانے کو لائی "

ہیں۔مجھے دیجئیے میں بانٹتی ہوں" اس کا چہرہ دیا اور شائستہ سے زیادہ دمکنے لگا تھا۔دیا

اور حیا گلے لگ گئی تھیں۔شائستہ بیگم نے حیرانی سے دونوں کو دیکھا کہ کیا سوتنیں

ایسی بھی ہوتی ہیں۔

★★★★★★★★★★★

وہ اس وقت شاکلہ جھیل کے کنارے بیٹھا تھا چھوٹے چھوٹے کنکر پانی میں پھینک رہا تھا۔ دن ڈھل چکا تھا اور اب شام کی کرنیں شاکلہ کے پانی میں تیرتی نظر آ رہی تھیں۔ پاس ہی دوسرے پتھر پر کاشان بیٹھا بغور اس کے چہرے کو پڑھ رہا تھا جسے پڑھنا بڑا مشکل تھا۔ وہ عجیب انسان تھا محبت بھی انتہا کی کرتا تھا اور اس سے دور بھی رہنا چاہتا تھا۔ کاشان کو کبھی کبھی کوفت ہونے لگتی تھی اس سے اور کبھی خوف آنے لگتا تھا۔

"اگر تم اس سے محبت ہی کرتے ہو تو اسے حاصل کرنے کے لیئے اتنا انتظار کیوں؟" کاشان نے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"میں محبت کرتا ہوں اور زور زبردستی سے بڑا ڈرتا ہوں۔ میں بس انتظار کر رہا تھا کہ ایک دن مسکرا کر مجھے کہے لو آج سے میں تمہاری ہائشم نوید! اور اس نے کہا بھی لیکن اپنی قسمت ہی خراب ہے کہ محبت سے ملن کا وقت آیا تو کوئی دنیا سے بچھڑ

گیا" اسے افسوس تھا کشمالہ کی موت کا اور اس سے زیادہ افسوس تھا اس دن کا جس کا وہ انتظار کر رہا تھا لیکن کشمالہ کی موت کے باعث وہ حیا سے نہیں کہہ سکتا تھا کہ سنو حیا! کچھ کہا تھا تم نے۔ ایک وعدہ کیا تھا رشتے کو آگے بڑھانے کا۔

"تو اب بات کر لو ان سے یار۔ شوہر ہو تو شوہر بن جاؤ خود حق جتاتے نہیں اور کسی کو ان پر ظلم کرنے سے روکتے نہیں۔ ارے کیسے شوہر ہو تم یار" کاشان اس کی لاجک سمجھنے سے قاصر تھا۔ جس کی محبت برسوں سے کاشان نے اس کی آنکھوں میں جلتی دیکھی تھی، جسے پانے کی چاہ اس کی سب سے بڑی خواہش تھی اور اب ڈھائی سال سے وہ اس کے نکاح میں تھی لیکن قربتوں کے یہ سال اس نے بے وجہ گنوا دیئے تھے۔

www.novelsclubb.com

"زندگی دو چار دن کا کھیل نہیں ہے کاشان کہ میں شوہر بن کر رعب سے اپنے حقوق اس سے وصول کروں۔ زندگی تو عمر بھر کا کھیل ہے پیارے اور اس کھیل کو جیتنے کے لیئے محبت بڑی ضروری ہے اور محبت نہ سہی تو دلی رضامندی۔ وہ راضی ہو

گی تو رشتہ آگے بڑھے گا ورنہ زور زبردستی سے اس کے دل میں موجود اپنے لیئے عزت بھی کھو دوں گا۔ بہت محبت کرتا ہوں میں اس سے اگر اس کے دل میں عزت بھی نہ رہی میرے لیئے تو میں تو کھڑے کھڑے ہی مر جاؤں گا یار۔ یہ دو سال اس سے بے رخی کیسے برتی یہ میں ہی جانتا ہوں" وہ کیسے سمجھاتا کہ زبردستی رشتہ جوڑ بیٹھا تھا دل کیسے جوڑتا اب۔

" عمر سلطان پھر امید وار بن کر آگیا اس کا تو۔۔۔۔ "

جان لے لوں گا میں اس کی۔ جان لے لوں گا اپنی حیا نہیں دوں گا اب۔ بہت ہو گیا اس کا۔ کر لی ایک بہن سے اس نے شادی دوسری کے اُس پاس بھی نہیں بھٹکنے دوں گا۔ اس شخص کی قسمت میں ہی دوش ہے کوئی بھی لڑکی اس کی زندگی میں شامل ہو برباد ہو جاتی ہے اور اپنی حیا کو برباد نہیں ہونے دوں گا میں" اس کی بات کاٹتے وہ چیخا تھا اور اسی وقت اس کی جیب میں رکھا فون چنگھاڑا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"جلدی سے گھر آجاؤ۔ خوشخبری ہے تمہارے لیئے" دوسری طرف فون پر کھنکھناتی ہوئی آواز حیا کی تھی۔ بہت دنوں بعد اس کی آواز میں خوشی تھی۔ فون جیب میں رکھتا وہ مسکرایا اور کاشان کے بالوں میں ہاتھ پھیرتا وہ گھر کی جانب بھاگا۔ دل میں کئی خوشفہمیوں نے جنم لیا۔ وہ مسکرا کر اسے بلا رہی تھی تو مطلب تھا اپنا رہی تھی۔

گلی عبور کرتا وہ گھر میں داخل ہوا تو صحن میں سب سے پہلا چہرہ جو دیکھا وہ اسی کا تھا۔ چہرے پر بہت جاندار مسکراہٹ تھی البتہ لباس وہی سفید تھا۔

ہائشم پر نظر پڑتے وہ مسکرائی تھی اور پھر میز پر رکھی مٹھائی کی پلیٹ اٹھا کر اس کے سامنے کی اور پورا لڈو اس کے منہ میں ٹھونس کر مسکرائی۔ ہائشم کی نگاہوں نے اس چہرے سے ہٹنے سے انکار کر دیا تھا۔ دیا نے ہائشم کو اتنی محویت سے حیا کو تکتے پایا تو جانا کہ سب خوشخبریاں ایک حیا کی مسکراہٹ کے آگے پھیکی ہیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"مبارک ہو میرا بچہ تو باپ بننے والا ہے"شائستہ بیگم نے اس کا ماتھا چوم لیا تھا اور تب اس نے حیا سے نظریں ہٹا کر دیا کو دیکھا جو سر جھکا چکی تھی اور آنکھوں کی نمی کو چھپا چکی تھی۔

خبر بہت بڑی تھی اور اسے بلانے والی حیا تھی تو وہ کیونکر نہ خوش ہوتا وہ مسکرا دیا۔

شائستہ بیگم نے اسے پکڑ کر دیا کے برابر میں بٹھا دیا۔

"اب لگ رہی ہے ناں میرے بیٹی کی زندگی مکمل"۔۔۔۔۔

"نہیں ابھی بھی ادھوری ہے آپ کے بیٹے کی زندگی مامی جان اور وہ مکمل ہوتی ہے حیا کے کچھ رنگوں اور خوبصورت مسکراہٹ سے" دیا نے حیا کا ہاتھ پکڑ کر اسے ہائشم کے دوسری طرف بٹھا دیا تھا۔شائستہ بیگم نے نخوت سے حیا کو دیکھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہائشم نے مسکرا کر دونوں کی طرف دیکھا اور پھر بازو پھیلا کر دونوں کو اپنے ساتھ لگایا اور جانا کہ اب زندگی دونوں کے بغیر ادھوری ہے اور یہ تکون ہی مکمل زندگی ہے۔۔

★★★★★★★★★★★

"تم سی لڑکی میں نے پہلے دیکھی نہ ہی سنی حیا" رات کے کھانے کے برتن دھونے کے بعد کچن سے نکل کر وہ کمرے کی طرف جانے لگی تھی کہ اس کی پشت پر ہائشم کی آواز آئی۔ دوپٹے سے ہاتھ پونچتی وہ واپس پلٹی تو وہ سامنے دونوں ہاتھ سینے پر باندھے کھڑا تھا۔

www.novelsclubb.com

"مجھ جیسی لڑکی۔۔۔۔۔۔؟؟" وہ سوالیہ ہوئی۔

"تم جیسی لڑکی جو سوتن کے ماں بننے پر لوگوں میں مٹھائی بانٹتی پھرے اور فون کر کے ہنستے ہوئے شوہر کو بتائے تم باپ بننے والے ہو" وہ واقعی عجیب تھی اور اس کہانی میں موجود ہر شخص ہی عجیب تھا۔

"ارے نہیں وہ جسے تم سوتن کہہ رہے ہو وہ اس کا نام لے کر کہو دیا سی لڑکی دیکھی نہ ہی سنی" وہ اس سب میں اپنا کمال نہیں سمجھتی تھی کہ اگر دیا اس سے دشمنی پالتی تو یقیناً بدلے میں وہ بھی دشمنی کرتی۔اس نے محبت دی تھی تو محبت لی تھی۔

"تم میرے بارے میں کیا فیصلہ کرتی ہو؟" وہ اپنی چاہ پر آیا تھا۔وہ اپنے دل کی خواہش پر آیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"فیصلہ تو ہو چکا ناں جی لیں گے ہم ایک تکون میں لیکن مجھے ابھی بھی وقت چاہیئے" وہ فیصلہ کر کے اٹل تھی اور وہ اس کے اٹل فیصلے پر خوش ہو گیا تھا۔بھلے

اسے وقت چاہیئے تھا لیکن وہ وقت پورا ہونے پر حیا کو لوٹنا اسی کے پاس تھا اور یہ احساس بھرا اطمانیت بھرا تھا۔

"میں عمر بھر تمہارے فیصلے کے انتظار میں یونہی کھڑا رہ سکتا ہوں" وہ لہجہ محبت تھا، وہ سراپا محبت تھا۔

"کھڑے رہنے کی ضرورت نہیں جا کر سو جاؤ دیا انتظار کر رہی ہو گی" اسے بھیج کر وہ بھی اپنے کمرے میں آئی اور دروازے کی چٹخنی چڑھا کر وہ اس دیوار گیر تصویر کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

"ایک تمہاری موت نے دیکھو ارحم سب کو کتنا سفر کروایا۔ تم اس دن نہ مرتے تو آج کہانی مختلف ہوتی، تم اگر اس دن صرف چند سانسیں ہی اور لے لیتے تو آج کہانی مختلف ہوتی۔ کہیں سمجھوتہ ہوتا نہ کہیں اداسی ہوتی۔ ہر چہرہ مسکراتا۔ کوئی کسی سے نفرت کرتا اور نہ یوں کوئی پھر بے موت مرتا۔ تمہیں جی لینا چاہیئے تھا ارحم۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

تمہیں چند سانسیں اور جی لینا چاہیئے تھا" وہ اس سے روز شکوے کرتی تھی، روز شکایت کرتی تھی۔ کبھی وہ اسے بے بس اور بے چارہ معلوم ہوتا تو کبھی اپنا گناہ گار مان کر وہ اس سے نفرت کرتی۔

وہ اپنے آنسو صاف کرتی آکر بیڈ پر چت لیٹ گئی۔ آنکھوں کے سامنے چھم سے عمر سلطان آ کھڑا ہوا تھا۔ وہ عمر سلطان جو اس کی پہلی محبت تھا اور عورت کے لیئے مشہور ہے کہ وہ پہلی محبت کبھی نہیں بھولتی۔

" مت یاد آیا کرو اب مجھے۔ شادی شدہ عورت کو پرانا محبوب یاد آئے تو بڑا گناہ ہوتا ہے۔ شادی شدہ عورت کسی اور کو سوچے بھی تو خدا روٹھ جاتا ہے" اس نے آج عمر سلطان کے عکس کو توڑ کر خود سے وعدہ کیا کہ صرف آج اس کا دل عمر سلطان کا کل سے نہ کوئی عمر سلطان نہ کسی عمر سلطان کا خیال اور نہ کوئی محبت۔

اپنے خیالوں سے لڑتے وہ کب سو گئے پتہ ہی نہ چلا۔ آنکھ اس کی تب کھلی جب باہر گیٹ پر کسی نے یوں دستک دی جیسے توڑ ڈالنے کا ارادہ ہو۔ وہ ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھی اور تبھی اسے محسوس ہوا کہ بہت سے قدم باہر تیزی سے ادھر ادھر بھاگ رہے ہیں۔ وہ ان قدموں کی آہٹ پہچانتی تھی کہ ارحم کی موت پر بھی یہیں آہٹیں وہ سن چکی تھی۔

بیڈ سے اٹھ کر اس نے چٹخنی کھولی اور باہر آئی جہاں پولیس ہی پولیس تھی اور ان سب کے بیچ نمایاں تھا عمر سلطان۔ سفید ڈریس شرٹ کے بازو فولڈ کیئے ہوئے تھے اور ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں ڈالے وہ شان بے نیازی سے کھڑا تھا۔ حیا سمجھ نہ پائی کہ وہاں کیا ہوا تھا اور کیا ہونے والا تھا۔ اسے سمجھ تب لگی جب اس کے کانوں میں شائستہ بیگم کی چیخ و پکار گونجی اور کسی نے کہا تھا۔

"ہائشم نوید کو اریسٹ کرو" اور پھر اس نے دیکھا ہائشم کو ہتھکڑی پہنادی گئی تھی۔

"کیا ہو رہا ہے یہ۔ آپ میرے شوہر کو یوں نہیں لے جا سکتے۔ قصور کیا ہے اس کا" وہ چلائی تھی کہ بہت ہوا اب مزید برا کچھ نہیں ہونا چاہیئے۔

"ہمارے پاس کمپلین ہے ان کے خلاف اس لیئے ان کو کشمالہ مرڈر کیس میں گرفتار کیا جاتا ہے" یہ ایک بم کا گولہ تھا جو اس کے سر پر گرا تھا۔

"کس نے کی یہ کمپلین" اس نے لہجے کو متوازن رکھنے کی کوشش کی۔

"کشمالہ سلطان کے شوہر عمر سلطان نے" پولیس آفیسر بتایا تو حیا کی آنکھوں میں بے یقینی ابھری۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے شوہر پر اتنا گھٹیا الزام لگانے کی۔ چاہتے کیا ہو تم" حیا نے گریبان سے پکڑ کر اسے روبرو کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"جی میں نے کمپلین کی ہے کیونکہ میری بیوی ہے مری ہے مسز ہائشم نوید اور یہ کتنا الزام ہے اور کتنا سچ یہ اب عدالت میں طے ہو گا" عمر سلطان نے ایک جھٹکے اپنا

WWW.NOVELSCLUBB.COM

گریبان چھڑایا تھا اور پھر شائستہ بیگم کی آہ و پکار، دیا کے خاموش آنسو اور حیا کا غصہ جاری ہی رہا لیکن پولیس اور عمر سلطان ہاشم کو لے گئے اور وہ کہتا ہی رہ گیا کہ اس نے کچھ نہیں کیا۔

★★★★★★★★★★★

زندگی کی جیب میں چند

کھنکتے سکے ہیں جن سے وہ

میرے لیے خوشی نہیں خرید

سکتی زندگی میرے کندھے سے

ہاتھ لٹکائے ہوئے مجھے دلاسے

دے رہی ہے مگر وہ میرے

چہرے پر مسکراہٹ لانے میں

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

ناکام ہے وہ اب میری مسکراتی

ہوئی شکل کی پینٹنگ بنانا

چاہتی ہے لیکن مسکراہٹ

کینوس سے بہت دور کا معاملہ ہے

ہر صبح جب سورج رات کے

طویل سفر کے بعد لوگوں کو

یہ بتانے مشرق سے طلوع ہوتا ہے

کے مسکراہٹوں بھری زندگی کا

ایک اور دن تمہیں مبارک

تب زندگی میرے گال پر بوسہ

www.novelsclubb.com

دے کر نکل پڑی ہے میری

کھوئی ہوئی مسکراہٹ کی تلاش میں

دن بھر کی محنت کے بعد

چند کھنکتے سِکوں سے خوشیاں

اور مسکراہٹیں نہیں خریدی جاسکتی

زندگی تیرا شکریہ

حیانے اپنی پوری کوشش کی کہ ہائشم کے خلاف کیس نہ بنے لیکن کیس بنااور اتنا اسٹرانگ بنا کہ رہائی کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی تھی اور حیاالگ عمر سلطان سے دشمنی پال کر بیٹھ گئی۔اس نے ابھی تک کوئی ثبوت دیکھانہ سنا تھااور اسے لگتا یہی تھا کہ عمر سلطان ہائشم کو پھنسارہاہے تاکہ پہلے نہ سہی تواب حیااسے مل جائے اور یہ بات اس نے کہتے ہوئے عمر سلطان کو تھپڑ بھی مارناچاہاتھا مگر اس نے حیاکاہاتھ

www.novelsclubb.com

جھٹک کر یوں دیکھا جیسے پہچانتا ہی نہ ہو۔ عمر سلطان کا رویہ عجیب تھا یا اس نے کبھی یہ رویہ دیکھا نہ تھا اس لیئے اسے سب سے زیادہ تکلیف اس کے لہجے اور رویے سے ہوئی لیکن اب کچھ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ہائشم کا کیس عدالت پہنچ چکا تھا اور پہلی پیشی کی تاریخ بھی آ گئی تھی۔

دیا خاموشی سے روتی رہتی تھی اور شائستہ بیگم صدمے کے زیرِ اثر کچھ دن میں ہی برسوں کی بیمار لگنے لگی تھیں اور ایسے میں صرف حیا تھی جو ساری ہمت یکجا کیئے ہر ممکن کوشش کر رہی تھی ہائشم کے لیئے اور اسے یقین تھا کہ ہائشم بے گناہ ہے اور وہ اسے چھڑوا لے گی لیکن اس کا یہ یقین تب ٹوٹا جب پہلی پیشی میں ہی عمر سلطان کے وکیل نے ایسے ایسے ثبوت پیش کیئے کہ ہائشم کے کیس کی دھجیاں بکھر گئی۔

www.novelsclubb.com

اور حیا وہ تو بیٹھے بیٹھے پتھر بن گئی تھی۔ کیا ایسا ہو سکتا تھا؟ کیا اتنا شانت دکھنے والا ہائشم نوید اندر سے درندہ تھا اور صرف حیا ہی نہیں دیا بھی ڈھے گئی تھی۔ اس کا صبر رائیگاں گیا تھا، اس کی محبت ادھوری رہ گئی تھی اس کا ہیرو درندہ نکل آیا تھا۔

ہائثم نوید کی آزادی کی کوئی صورت نہیں تھی کیونکہ اس کا گناہ پہلی ہی پیشی میں ثابت ہو چکا تھا اور اس کا گناہ کشمالہ جہانگیر کا قتل تھا اور اس کا ثبوت کشمالہ مرتے مرتے دے گئی تھی۔

اس دن کشمالہ نے ہائثم کو ایک ہوٹل میں بلایا تھا اور لیمپ میں سپائی کیمرہ بھی لگادیا تھا تاکہ آج کی گفتگو کو بھی ریکارڈ کر کے وہ ہائثم کو بلیک میل کر سکے لیکن وہ اس کی موت کا ثبوت بن گیا تھا جس میں سب کچھ واضح تھا۔ہائثم کا کشمالہ کو مارنا بھی ہے اور پھر کشمالہ کے فون سے چھیڑ چھاڑ کرنا بھی اور اس میں ایک اور گناہ کا خلاصہ ہوا تھا۔جہانگیر مرا نہیں تھا اسے مارا گیا تھا۔سلو پوائزن سے رفتہ رفتہ اور یہ ایک اور انکشاف حیا کو پتھر کر دینے کو کافی تھا۔

www.novelsclubb.com

عدالت نے اگلی پیشی میں فیصلہ سنانے کا کہا اور ساتھ ہی جہانگیر کا کیس رجسٹر کر کے کترینہ کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔عدالت سے نکلتے وقت وہ اپنے ہوش و حواس میں

WWW.NOVELSCLUBB.COM

تھی ہی نہیں۔اس کے قدم اس کے وجود کا بوجھ اٹھانے سے انکاری تھے اور روح اس دنیا نامی دھوکے میں جینا نہیں چاہتی تھی۔

اسے خبر ہی نہ تھی کہ اس کے ساتھ دیا بھی آئی تھی جو کب اٹھ کر کمرہ عدالت سے گئی اسے کچھ پتہ نہیں تھا اور جب وہ عدالت سے نکلتے لڑکھڑائی تو دو ہاتھوں نے اسے تیزی سے تھاما تھا۔وہ ہاتھ جنہیں وہ ہمیشہ تھامنا چاہتی تھی اور وہ آنکھیں اسے آج بھی منتظر نظر آئی تھیں۔خود کو سنبھالتے وہ بڑی مشکل سے میڈیا کے ہجوم سے نکلی تھی اور وہ کب واپس گاؤں پہنچی اسے کچھ پتہ نہ تھا اور جب گھر میں داخل ہوئی تو شائستہ بیگم اسے تخت پر بیٹھی آنسو پونچتی نظر آئی تھیں اور دیا صوفے پر بیٹھی گہرے گہرے سانس لے رہی تھی۔حیا اپنے کمرے میں بند ہو گئی تھی اور اگلے کچھ دن تک گھر میں رہتے وہ تینوں لوگ ایک دوسرے سے نظریں چرائے پھر رہے تھے کہ ایک دن کاشان آیا اور اپنے ساتھ جو خبر لایا تھا وہ اتنی بھیانک تھی کہ ہر

www.novelsclubb.com

شخص اپنے ہی چہرے سے ڈر گیا۔ وہ خبر اتنی دردناک تھی کہ ہر شخص کے چہرے پر درد کی جھڑیاں پڑ گئی اور پل بھر میں سب بوڑھے ہو گئے۔

خبر تھی کہ قیامت جو ٹوٹی تھی تو سب کو بہا گئی تھی۔

ارحم نوید کا قاتل ہاشم نوید تھا۔۔۔۔۔۔۔

ارحم نوید کا قاتل ہاشم نوید تھا۔۔۔۔۔۔۔

ارحم نوید کا قاتل ہاشم نوید تھا۔۔۔۔۔۔۔

جس نے سنا کانوں پر ہاتھ رکھ دیئے اور بے یقین ہوا۔ یک جان دو قالب۔ جن کے محبت کی مثالیں جہاں دیتا تھا اس محبت کو مار دیا گیا۔ شائستہ بیگم نے سنا تو دھڑام سے گریں اور چند پل لگے وہ دنیا چھوڑ کر چلی گئیں۔ شائستہ نوید بھی مر گئی ہاشم نوید نے آج ان کی بھی جان لے لی۔ حیا دھاڑیں مار مار کر یوں روئی کہ سارا گاؤں اکھٹا ہو گیا

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اور ایک دیا تھی جو جانے اتنا حوصلہ جانے کہاں سے لاتی تھی جو بڑے سے بڑے غم پر روتی تھی اور بس خاموشی سے روتی تھی۔

حیا کا دل چاہا تھا کہ وہ جائے اور ہائثم کا منہ نوچ کر پوچھے آخر اس نے ایسا کیوں کیا۔ سب کی زندگیاں برباد کر دیں اور پھر شائستہ بیگم کے آخری دیدار کے لیئے پولیس کی خراست میں جب اسے لایا گیا تو گاؤں کے ہر شخص نے اس پر تھوک دیا تھا اور پھر سب نے دیکھا کہ خاموش رہنے والی دیا چیخی تھی۔ دیا کی آواز پورے شاکلہ میں گونجی تھی۔اس نے ہائثم کو شائستہ بیگم کے جنازے کے پاس پھٹکنے دیا نہ اسے ان کا آخری دیدار کروایا اور اس کا فیصلہ اتنا اٹل تھا کہ وہ روتا رہا چیختا رہا لیکن کچھ بھی کام نہ آیا تھا اور اس سے اگلی باری حیا کی تھی اور حیا تو مار ہی ڈالتی اسے جو پولیس بیچ بچاؤ کی کوشش کرتے اسے واپس نہ لے جاتی۔

سب برباد ہو گیا تھا۔سب تباہ ہو چکا تھا اور یہ سب فقط ایک ہائثم نے کیا تھا صرف اپنے لیئے سوچ کر۔اگلی بیشی میں اس نے اپنا ہر جرم قبول کر لیا اور سچ یہ تھا کہ وہ

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

بھی ختم ہو چکا تھا اندر سے۔وہ جوار حم کے مرنے پر بڑے دن صدمے میں رہا تھا وہ صدمہ قتل کا تھا۔اپنے باپ جیسے بھائی کو مار دینے کا تھا اور وہ جو دو سال تک وہ گھر باقاعدگی سے نہیں آیا تھا تو وہ ماں اور حیا کا سامنا کرنے سے ڈرتا تھا۔اس نے قبول کر لیا کہ ایک حیا جہانگیر کے لیئے اس نے دنیا الٹ دی تھی اور اس میں کشمالہ نے اس کا ساتھ دیا تھا۔کشمالہ کو حیا کی جائیداد اور عمر سلطان دونوں چاہیئے تھے اور پلان بھی ایسا بنایا کہ کشمالہ کو بھی سب ملا اور ہاشم کو بھی لیکن پھر کشمالہ کی ایک بیوقوفی نے سارا پلان ایکسپوز کر دیا۔

ہر جرم کا خلاصہ ہو چکا تھا اور عدالت نے ہاشم نوید کو ارحم نوید اور کشمالہ جہانگیر کے قتل کے جرم میں پھانسی کی سزا سنادی تھی اور اب اسے پھانسی نہ بھی دی جاتی تو اس کا ضمیر مار ڈالتا اسے جواب اسے روز آئینہ دکھاتا تھا۔

www.novelsclubb.com

نوید ہاؤس ایک بار پھر سے ویران ہو چکا تھا اور اس میں صرف وہ دونوں بچی تھیں۔ حیا جہانگیر اور دیا جمشید اور وہ دونوں جانتی تھی دل مر چکا ہے اور روح فنا ہو چکی تھی۔

کچھ دن بعد وہ سنبھلی تو ایک فیصلہ کرتی چادر کندھوں پر ڈالتی اپنے کمرے سے باہر نکلی تھی۔

"کہاں جا رہی ہیں آپ حیا" دیا نے اسے جاتے دیکھا تو پوچھا۔ان دنوں دیا پہلے سے زیادہ خاموش رہتی تھی اور بڑا سا دوپٹہ ڈالے رکھتی تھی۔اس کا وزن بڑھ رہا تھا۔

"شہر جا رہی ہوں۔ فیکٹریاں کافی دن سے بند ہیں اور بزنس کو بہت نقصان ہو رہا ہے اور جیل بھی جانا ہے۔ہائشم کی پھانسی کو ابھی وقت ہے اور میں نہیں چاہتی مزید ایک بھی دن میں یا تم اس شخص کے نام کو اپنے نام کے آگے لگا کر گزاریں۔

طلاق کے کاغذات سائن کروا کر آؤں گی آج اس سے" وہ آنسو پونچ کر زندگی کی طرف لوٹ آئی تھی۔ دیا نے آنکھیں زور سے بند کیں کہ اس کے ذات کے گرد ایک دم تکلیف کا حصار بند گیا۔

حیا کو اس پر بے انتہا ترس آتا تھا۔ وہ اس درد بھری زندگی کے لیئے تو نہیں بنی تھی اور وہ اسے یہ زندگی کبھی جینے بھی نہیں دینا چاہتی تھی۔ وہ گھر سے نکل آئی اور کاشان کی بہن کو دیا کا خیال رکھنے کا کہہ کر وہ ٹیکسی لے کر شہر چلی آئی تھی۔ اس کو اپنے ڈوبتے کاروبار کو بھی بچانا تھا جسے اس کے باپ نے بہت محنت سے اس مقام تک پہنچایا تھا۔

اس نے فیکٹریاں پھر سے کھلوائیں، ورکرز کو بلایا اور کام شروع کرنے کے پلان بنائے اور اس کے بعد وہ وکیل کے دفتر گئی تھی جسے پہلے سے اس نے پیپرز تیار کرنے کا کہہ دیا تھا اور پیپرز لے کر جب وہ وکیل کے دفتر سے نکل رہی تھی تو کسی سے اس کا زور کا تصادم ہوا تھا اور وہ عمر سلطان تھا۔ اسے دیکھ کر وہ مسکرایا تھا اور وہ تو

مسکرا بھی نہیں سکی تھی۔ پیپرز پر گرفت مظبوط کرتے وہ جانے لگی تھی کہ اس نے پکارا۔

"میں خوش فہم ہو جاؤں" وہ سوالیہ ہوا تھا۔ حیا بنا اس کی بات کا جواب دیئے وہاں نکل گئی تھی۔ وہ اب اسے خوش فہم نہیں کرنا چاہتی تھی۔ وہ اب کچھ بھی خود سے نہیں کرنا چاہتی تھی کہ خود سے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا تھا سب کھیل وقت کے تھے۔

کچھ دیر میں وہ جیل پہنچ چکی تھی جہاں وہ محبت کا متلاشی اور خود غرض انسان قیدی بنا بیٹھا اپنی موت کا انتظار کر رہا تھا۔ اسے دیکھا تو فوراً سے اٹھ کر سلاخوں کی طرف آیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"حیی حیا تم آ گئی۔ میں تمہیں بہت یاد کرتا ہوں"

"کتنا یاد کرتے ہو مجھے؟" حیا نے پوچھا۔

"اتنا کہ جس کا کوئی حساب نہیں"

تو حساب کر لو پھر کیونکہ اب حیا صرف یاد آیا کرے گی آیا نہیں کرے گی" "

اس کا لہجہ سپاٹ تھا۔ وہ اس شخص کو کیا کہتی جس نے صرف تکلیف نہیں دی تھی اسے رسوا کر ڈالا تھا۔

حیا نے ہاتھ میں پکڑی فائل کھولی اور پین کے ساتھ اس کی طرف بڑھائی۔

مجھے اور دیا کو آزاد کر دو اب ہائشم۔ کوئی تمہارا نام لے کر جب کہتا ہے دیکھو یہ "

"ہائشم نوید کی بیویاں ہیں تو مر جانے کو دل کرتا ہے

اور پھر وہ جب وہاں سے نکلی تو کئی آنسو گالوں کو بھگو رہے تھے اور دل تھا کہ پھٹ رہا تھا۔ کس نے کتنا سفر کیا تھا کوئی حساب نہیں تھا۔ کس کے حصے میں کتنا خسارہ آیا تھا اس کا کوئی جواب نہیں تھا۔

آج ڈھائی سالوں سے کندھوں پر رکھا ان جانا بوجھ اتر چکا تھا۔ان چاہا رشتہ ختم ہو چکا تھا۔ہاشم سے ہر تعلق ختم ہو چکا تھا۔

وہ فائل پر گرفت مظبوط کیئے جب باہر نکلی تو وہ مسافر آج پھر سے کھڑا اس کی راہ دیکھ رہا تھا۔گاڑی سے ٹیک لگائے یوں کھڑا تھا جیسے برسوں سے اپنی ماروی کے انتظار میں ہو۔

وہ اسے خاطر خواہ نظر انداز کرتے آگے بڑھی لیکن نہ اس کی گاڑی تھی اور نہ ڈرائیور۔

"میں نے ڈرائیور کو واپس بھیج دیا" اس کے کہنے پر وہ چاہتے نہ چاہتے ہوئے اس کی گاڑی کی طرف بڑھی جس کا فرنٹ ڈور کھولے وہ منتظر تھا۔وہ بیٹھی تو وہ بھی فوراً سے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور گاڑی آگے بڑھا دی۔

گاڑی گاؤں کی طرف مڑی تھی لیکن دونوں نے کوئی بات کی تھی اور نہ ایک دوسرے کی طرف دیکھا تھا۔حیا کو ہوش نہیں تھا تو وہ ہوش میں تھا لیکن اس بار طے کیئے بیٹھا تھا حیا کو زندگی سے جانے نہیں دے گا۔

گاڑی گھر کے دروازے کے آگے رکی تو وہ فوراً سے اترنے لگی تھی وہ عمر سلطان کی گھمبیر آواز سوالیہ ہوئی۔

"کیا برسوں بعد کہانی میں کچھ ایسا ہو سکتا ہے کہ ماری عمر کو مل جائے"

میں اور دیا اکیلے ہوتے ہیں گھر پر ورنہ آپ کو ضرور چائے پوچھتی"اس کے سوال کو نظر انداز کرتے وہ جا چکی تھی لیکن اس بار طے تھا وہ اسے جانے نہیں دے گا۔اس بار وہ زندگی سے زندگی کو جانے نہیں دے گا۔

★★★★★★★★★★★

WWW.NOVELSCLUBB.COM

جیل کی کال کوٹھری میں بیٹھا وہ شخص شدت سے اپنی موت کے وقت کا منتظر تھا۔ وہ دعا کرتا تھا اس کی سزا کا وقت آئے تو زندگی کی سزا سے اسے چھٹکارا مل جائے۔ وہ کئی راتوں سے سویا تھا نہ کچھ کھا پایا تھا۔ وہ کیسے سوتا کہ اسے وہ شخص یاد آتا تھا جو اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتا تھا تب تک جب تک وہ سو نہیں جاتا تھا اور اسی شخص کو اس نے اپنے ہاتھوں سے مارا تھا۔ وہ کیسے کچھ کھا پاتا کہ وہ شخص اسے شدت سے یاد آتا تھا جو اپنی خواہشیں مار کر خود کم کھا کر اسے کھلاتا تھا اور اسی شخص کو اس نے مار ڈالا تھا۔ اسے یاد تھا کتنی بے یقینی تھی ارحم کی آنکھوں میں۔ وہ مرتا ہوا شخص کتنا بے یقین تھا کہ جسے جینا سکھایا تھا وہ اسے ہی مار رہا تھا۔ اسے یاد تھا اسے حیا سے محبت تھی بے تحاشا اور ایک وقت ایسا آیا جب اس نے جانا کہ اگر وہ محبت اسے نہ ملی تو وہ دنیا کو آگ لگا دے گا اور پہلے پہل اس نے حیا اور عمر کے محبت نامے سنے تو سوچ لیا اب محبت سے دور رہے گا لیکن حیا سے دور رہنا ممکن نہیں تھا اور پھر کشمالہ آئی پلان کے ساتھ جس سے سانپ بھی مر جاتا اور لاٹھی بھی باقی رہتی لیکن پلان سن

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

کر وہ آگ بھگولا ہو گیا تھا۔ کوئی اس کے بھائی لگاتا تو وہ ہاتھ توڑ ڈالتا لیکن پھر کچھ وقت کے بعد اس نے جانا اگر وہ ارحم کی جگہ عمر سلطان کو راستے سے ہٹا دیتا ہے تب بھی اسے حیا نہیں ملتی کیونکہ پھر وہ ارحم نوید کو مل جائے اور کچی عمر میں محبت کا جوش اس قدر حاوی ہوا کہ وہ سب بھول بیٹھا یاد تھا تو صرف حیا کو پانے کی دھن اور کشمالہ کا پلان ہر طرح سے کامیاب تھا۔

کشمالہ نے فون کر کے دھوکے سے ارحم کو بلایا تھا اور پھر کئی دن تک اسے قید رکھا کیونکہ ہاشم ہمت یکجا نہیں کر پا رہا تھا اور ایک دن ہمت کجا کی تو پلان کو انجام تک پہنچانے کا وقت آیا۔

ارحم کے فون سے اس نے حیا کو فون کر کے بلایا اور کشمالہ کے لوگ ارحم کو اس فیکٹری میں لے آئے اور پھر جب وہاں ہاشم آیا تو اسے دیکھ کر ارحم بے تحاشہ خوش ہوا تھا۔ اسے لگا تھا دونوں بھائی مل کر یہاں سے نکلنے کی راہ نکال لیں گے اور وہ ہاشم

کے گلے لگا تھا اور اسی موقعے کا فائدہ اٹھاتے ارحم نے اس کے پیٹ میں خنجر گھونپ ڈالا تھا۔

ارحم پیٹ پر ہاتھ رکھے اس سے دور ہوا تھا۔ بے یقینی اس کی أنکھوں میں واضح تھی اور وہ لڑکھڑا کر گرنے کو تھا کہ ہائشم نے اسے تھاما اور پیٹ سے خنجر نکال کر پے در پے دو تین وار کر ڈالے۔ خون کا فوارہ پھوٹ پڑا تھا اور لگ رہا تھا ارحم کو تکلیف یقین کے ٹوٹنے کی تھی مرنے کی نہیں۔

ہائشم نے ایک جھٹکے سے اسے چھوڑا تو وہ نیچے گر پڑا تھا۔ خنجر پیٹ میں ہی موجود تھا۔ ہائشم گھٹنوں کے بل اس کے پاس بیٹھا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تھے اور پھر ارحم کے سر سے سر ٹکاتا وہ دھاڑیں مار مار کر رو یا تھا۔

مجھے معاف کر دینا بھائی لیکن حیا مجھے آپ کی موت کے بدلے ہی مل سکتی " ہے۔ میں خود غرض ہوں بھائی۔ مجھے معاف کر دینا" وہ رو رہا تھا۔ اسے درد ہو رہا تھا

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اسے شدید تکلیف ہو رہی تھی اور اس سے زیادہ تکلیف ارحم کی آنکھوں میں تھی اور پھر کشمالہ روتے ہوئے ہائشم کو کھینچ تان کر وہاں سے نکال کر لے گئی تھی اور پھر کئی دن تک وہ صدمے کے زیرِ اثر رہا تھا اور یہ صدمہ کون سا تھا کوئی نہیں جانتا تھا۔

اسے آج بھی ارحم کی وہ بے یقین آنکھیں یاد آ رہی تھیں اور اسے وہ ماں یاد آ رہی تھی۔اس نے سب کچھ برباد کر ڈالا تھا۔اس نے جسے پانے کے لیئے یہ سب کچھ کیا تھا وہ بھی اس کے ساتھ نہیں تھی۔اس نے چھل کیا تھا ہر محبت کرنے والے کے ساتھ اور محبت خود سے چھل کرنے والوں کو معاف نہیں کرتی۔

اسے جیل کی دیواروں پر ارحم کی بے یقین آنکھیں نظر آ رہی تھیں۔ٹانگوں میں سر دیئے بیٹھا وہ بے تحاشہ خوفزدہ تھا جیسے بچپن میں ہو جایا کرتا تھا اور ارحم اسے سنبھال لیتا تھا لیکن اب ارحم نہیں تھا۔وہ اپنی چھت اپنے ہاتھوں سے توڑ بیٹھا تھا، وہ اپنا سہارا خود ہی مار بیٹھا تھا۔وہ خود کو خود ہی تباہ کر بیٹھا تھا۔

★★★★★★★★★★★

دو سال بعد-----------------

!جادو سُخن

اے مرے خوش رو سجن

تری غزلیں مرے گیت،

اور تری نظمیں میرے دل کی گفتگو ہوئیں

!اے رخشاں و منظورِ نظر

اپنے بوسے کو مرے ماتھے کا جھومر،

اپنی بصیرتِ پر نور کو مری روح کا نکھار کر

میں ترے لئے تری حسین عورت ہوں

مری شدتوں کو قبول کر، آ مرا ہاتھ تھام

www.novelsclubb.com

اور مجھے امر کر!

"تم آئے نہیں ابھی تک تو سن لو اب آنا بھی مت۔ میں اکیلی جا سکتی ہوں" حیا فون کان سے لگائے غصے میں تھی اور دوسری طرف وہ گاڑی کی چابیاں لیتا تیزی سے آفس سے نکلا تھا۔ ایک ہاتھ سے فون کان سے لگائے وہ پارکنگ کی طرف بھاگا۔

"سوری حیا بس میں یہ پانچ منٹ میں پہنچا" گاڑی پارکنگ سے نکالتے اس نے کہا اور دوسری طرف ٹھک کے فون رکھ دیا گیا۔

حیا کے کے چہرے پر غصے کی لالی تھی اور ہاتھ عجلت میں چلتے بیڈ پر پڑی مختلف اشیا اٹھا کر باسکٹس میں رکھ رہے تھے۔ حیا نے سفید رنگ کی شرٹ کے ساتھ میرون گاؤن اور ٹراؤزر پہن رکھا تھا اور سفید دوپٹہ ایک کندھے پر ڈالا ہوا تھا۔ اس کی زندگی سیاہ و سفید سے نکل آئی تھی اور اب وہ رنگوں سے مزین دنیا میں دل کی خوشی

www.novelsclubb.com

کے ساتھ جیتی تھی اور ان خوشیوں کو اس تک لانے والا عمر سلطان تھا۔ عمر ٹھیک کہتا تھا برسوں بعد روایت بدلی تھی۔ عمر کو اس کی ماروی ملی تھی اور زندگی مکمل ہو گئی تھی۔

عمر سلطان ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو کر گھر پہنچ چکا تھا لیکن حیا کا موڈ بحال نہیں ہو سکتا تھا اب۔ وہ کھلونوں کو باسکٹ میں رکھ رہی تھی جب عمر سلطان نے اس کے گرد باہوں کا حصار کر کے ٹھوری اس کے سر پر ٹکادی۔

" یار تھوک بھی دو اب غصہ۔ میں آگیا ہوں ناں "

تم آتے ہو اور ہمیشہ دیر سے آتے ہو" حیا نے اسے دھکا دے کر خود سے دور کیا۔ "

کہو تو اٹھک بیٹھک کروں" وہ کان پکڑ کر اس قدر معصومیت سے بولا کہ حیا مسکرا دی۔ اس کی مسکراہٹ دیکھ کر وہ جیسے جی اٹھا تھا۔ "

www.novelsclubb.com

تعریف کروں میں تمہاری" وہ اس کے نزدیک آیا تھا۔ "

کرو" وہ اترا کر بولی تھی۔اس کے سامنے کھڑا اونچا لمبا مرد صرف اس کے "

لیئے جیتا تھا اور بات ہی کچھ ایسی تھی کہ وہ خوش ہو جاتی تھی۔

مسکراتی ہوئی بہت اچھی لگتی ہو اور تب بہت اچھی لگو جب میری ننھی منی "

" غلطیاں نظر انداز کر دیا کرو

اچھا جی جو حکم آپ کا جناب عمر سلطان صاحب ! اب باتیں بنا چھوڑیں اور یہ "

" سامان گاڑی میں رکھوائی جانا ہے ہمیں

سامان کچھ دیر تک گاڑی میں رکھ کر وہ دونوں گاڑی میں سوار ہو گئے اور عمر نے

www.novelsclubb.com

گاڑی آگے بڑھا دی۔

ہلکی پھلکی پیار بھری نوک جھوک میں راستہ کٹا تھا اور گاڑی گاؤں کی گلی میں داخل ہوئی۔ اس گاؤں سے حیا کے لیئے کچھ اچھی یادیں وابستہ نہیں تھیں لیکن وہاں ایک دیا رہتی تھی جسے وہ بھول سکتی تھی نہ رشتہ توڑ سکتی تھی۔

گاڑی نوید ہاؤس کے پاس سے گزری تو دل پر ہاتھ پڑا تھا کہ وہ ہنستا بستا گھر آج بند تھا۔ گیٹ کو تالا لگا تھا اور گھر کی در و دیوار سے ویرانی ٹپک رہی تھی۔ گاڑی نوید ہاؤس کے پاس سے گزری اور کچھ فاصلے پر بنے ایک بلیو گیٹ کے سامنے رک گئی۔

دونوں گاڑی سے اترے۔ کئی گھروں کی کھڑکیوں سے کئی گردنوں نے جھانک حیا کو دیکھا۔ جس حیا کو قاتلہ کہا جاتا تھا آج اس کو خوش دیکھ کر سب بھونچکا رہ گئے۔

عمر سلطان نے ڈگی سے سامان نکالا تب تک حیا گیٹ پر دستک دے چکی تھی اور گیٹ کھل بھی چکا تھا۔ کھولنے والی دیا تھی۔ حیا کو دیکھ کر اس کے چہرے پر قوس

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

قزخ کے رنگ بکھر گئے تھے۔ دونوں ایک دوسرے سے ملتے یوں لگ رہی تھیں جیسے سگی بہنیں ہوں۔

"مجھ بے چارے کو بھی اندر آنے کی اجازت ملے گی" دونوں ہاتھوں میں ڈھیروں سامان اٹھائے وہ بولا تو دیا اور حیا مسکرا کر ایک طرف ہوئیں تو وہ اندر گیا۔ اس کے پیچھے وہ دونوں بھی اندر بڑھیں۔

"جگ جگ جیو آگئی تم حیا پتر" ایک بوڑھی عورت نے حیا کا ماتھا چوم کر اسے گلے سے لگایا تھا اور پھر حیا ان کے پاس ہی تخت پر بیٹھ گئی۔ عمر سلطان بھی تمام سامان رکھ کر حیا کے برابر میں ہی آ بیٹھا۔

"عارفین کہاں ہے" حیا نے دیا سے اس کے بیٹے کے بارے میں پوچھا جواب ایک سال تین ماہ کا ہو چکا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

باپ کا دم چھلا ہے۔ ابھی بازار بھیجا انہیں ساتھ ہی عارفین کو بھی لے گئے" "

دیا مسکرائی تھی اور اس کی مسکراہٹ میں خوشی کا عنصر دیکھ کر حیا بھی خوش ہو گئی تھی۔

وہ باتیں ہی کر رہے تھے جب دروازے سے عارفین اپنے بابا کے ساتھ آیا۔ اس نے ایک بازو میں عارفین کو اٹھا رکھا تھا اور دوسرے ہاتھ میں کچھ شاپرز تھے۔ حیا کو دیکھ کر وہ مسکرایا تھا۔

دیا نے اس کے ہاتھ سے شاپرز لیئے اور کچن کی طرف چلی گئی۔ اماں جی نے اس سے عارفین کو اٹھایا اور وہ عمر سلطان سے گلے ملنے لگا۔ اس کے بعد وہ حیا کی طرف متوجہ ہوا۔

www.novelsclubb.com

"کیسی ہیں آپ حیا "

میں بلکل ٹھیک اور فٹ فاٹ۔ تم سناؤ کیسے ہو کاشان" کاشان نے مسکرا کر سر کو خم دیا۔ عارفین اپنی توتلی زبان میں پاپا پا کہنے لگا تو کاشان نے مسکراتے ہوئے اسے اٹھا لیا۔ دیا کچن سے فیڈر لے کر آئی اور کاشان کو پکڑایا کہ وہ عارفین کو پلائے۔

دیا کو مکمل زندگی جیتے دیکھ کر حیا کے دل و جاں میں سکون اترا تھا۔

وقت تھا اور بڑا کٹھن تھا لیکن گزر گیا تھا اور اب اپنے حصے کی خوشیاں وصول کی جا رہی تھیں۔ حیا اور دیا کے حصے کی خوشیاں بہت غموں کے بعد آئی تھیں تو اتنا کافی تھا۔

★★★★★★★★★★★

ختم شد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔